41

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
www.tanzeem.org
تنظیم اسلامی کا ترجمان

مسلسل اشاعت کا
34واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

5 تا 11 جمادی الاوّل 1447ھ / 28 اکتوبر تا 3 نومبر 2025ء

استحکام وبقاءِ پاکستان کے ناگزیر لوازم

ملک وملت کے استحکام ہی نہیں، بقا تک کے لیے حسبِ ذیل چیزیں ناگزیر اور لازمی ہیں:

☆ ایک ایسا طاقتور انسانی جذبہ جو جملہ حیوانی جبلتوں پر غالب آ جائے اور قوم کے افراد میں کسی مقصد کے لیے تن من دھن لگا دینے حتیٰ کہ جان تک قربان کر دینے کا مضبوط ارادہ اور قوی داعیہ پیدا کر دے۔

☆ ایک ایسا ہمہ گیر نظریہ جو افرادِ قوم کو ایک ایسے مضبوط ذہنی وفکری رشتے میں منسلک کر کے بنیانِ مرصوص بنا دے جو رنگ، نسل، زبان اور زمین کے تمام رشتوں پر حاوی ہو جائے اور اس طرح قومی یک جہتی اور ہم آہنگی کا ضامن بن جائے!

☆ عام انسانی سطح پر اخلاق کی تعمیرِ نو جو صداقت، امانت، دیانت اور ایفاءِ عہد کی اساسات کو از سرِ نو مضبوط کر دے اور قومی وملی زندگی کو رشوت، خیانت، ملاوٹ، جھوٹ، فریب، ناانصافی، جانبداری، ناجائز اقربا پروری اور وعدہ خلافی ایسی تباہ کن بیماریوں سے پاک کر دے۔

☆ ایک ایسا نظامِ عدلِ اجتماعی (System of Social Justice) جو مرد اور عورت، فرد اور ریاست، اور سرمایہ اور محنت کے مابین عدل واعتدال اور قسط وانصاف اور فی الجملہ حقوق وفرائض کا صحیح وحسین توازن پیدا کر دے!

تحریک پاکستان کے تاریخی اور واقعاتی پس منظر، اور پاکستان میں بسنے والوں کی عظیم اکثریت کی فکری وجذباتی ساخت، دونوں کے اعتبار سے یہ بات بلاخوفِ تردید کہی جا سکتی ہے کہ اس ملک میں یہ تمام تقاضے صرف اور صرف دین ومذہب کے ذریعے اسلام کے حوالے اور ناتے سے پورے کیے جا سکتے ہیں۔

استحکام پاکستان
ڈاکٹر اسرار احمدؒ

مسجدِ اقصیٰ کی حرمت اور فلسطینی مسلمانوں کو اپنی دعاؤں میں شامل رکھیں!

اس شمارے میں

یہ لاتوں کے بھوت!

اعمالِ صالح کی فضیلت اور اہمیت

پاک افغان مسئلہ اور سیز فائر

بادشاہوں کی نہیں اللہ کی ہے یہ زمین

ہم دعا پڑھتے ہیں، مانگتے نہیں!

فلسطین کی تقسیم نامنظور

نیک و بد لوگوں کے فیصلہ کا دن

الہدیٰ — ڈاکٹر اسرار احمدؒ 1155

سُورۃُ الرُّوم — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیات: 14 تا 16

وَيَوۡمَ تَقُوۡمُ السَّاعَةُ يَوۡمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوۡنَ ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا الَّذِيۡنَ
اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمۡ فِيۡ رَوۡضَةٍ يُّحۡبَرُوۡنَ ﴿۱۵﴾ وَاَمَّا
الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَكَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الۡاٰخِرَةِ
فَاُولٰٓئِكَ فِي الۡعَذَابِ مُحۡضَرُوۡنَ ﴿۱۶﴾

آیت:۱۴ ﴿وَيَوۡمَ تَقُوۡمُ السَّاعَةُ يَوۡمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوۡنَ ﴿۱۴﴾﴾ ”اور جس دن قیامت قائم ہوگی، اُس دن لوگ الگ الگ ہو جائیں گے۔“

بنی نوعِ انسان کی یہ تقسیم (polarization) کس بنیاد پر ہوگی؟ اس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔

آیت:۱۵ ﴿فَاَمَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمۡ فِيۡ رَوۡضَةٍ يُّحۡبَرُوۡنَ ﴿۱۵﴾﴾ ”تو جو لوگ ایمان لائے تھے اور جنہوں نے نیک عمل کیے تھے، وہ ایک باغ میں مسرور کیے جائیں گے۔“

آیت:۱۶ ﴿وَاَمَّا الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَكَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الۡاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي الۡعَذَابِ مُحۡضَرُوۡنَ ﴿۱۶﴾﴾

”اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا تھا اور ہماری آیات اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا تھا تو وہ عذاب میں پکڑے ہوئے ہوں گے۔“

درس حدیث — تین بد بخت لوگ

عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَبۡغَضُ النَّاسِ إِلَى اللّٰهِ ثَلَاثَةٌ مُلۡحِدٌ فِي الۡحَرَمِ وَمُبۡتَغٍ فِي الۡإِسۡلَامِ سُنَّةَ الۡجَاهِلِيَّةِ وَمُطَّلِبُ دَمِ امۡرِئٍ بِغَيۡرِ حَقٍّ لِيُهَرِيقَ دَمَهُ)) (صحیح بخاری)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں میں سب سے زیادہ مبغوض (یعنی برا) اللہ کے ہاں تین شخص ہیں، حرم میں ظلم کرنے والا، اسلام میں جاہلیت کا طریقہ تلاش کرنے والا، اور کسی شخص کا خون ناحق طلب کرنے والا، تاکہ اس کا خون بہائے۔“

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

5 تا 11 جمادی الاوّل 1447ھ جلد 34
28 اکتوبر تا 3 نومبر 2025ء شمارہ 41

مدیر مسئول حافظ عاکف سعید
مدیر رضاء الحق

مجلس ادارت
فرید اللہ مروت ● محمد رفیق چودھری
● وسیم احمد باجوہ ● خالد نجیب خان

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقامِ اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 800 روپے
بیرونِ پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
رضاء الحق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ لاتوں کے بھوت!

یہ بات ہم کئی مرتبہ صفحہ قرطاس پر لا چکے ہیں کہ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے۔ ایسوں کی سرشت میں کمینگی اور دجل شامل ہوتے ہیں۔ آپ ایڑی چوٹی کا زور لگا لیں، اِن کی یہ سرشت بدلے نہیں بدلتی۔ حق اور انصاف کا ساتھ دینے کے سینکڑوں وعدے کریں گے۔ دیگر افراد یا ریاستوں کو اپنے وعدوں کا ضامن بنائیں گے اور قسمیں کھا کھا کر یقین دلائیں گے کہ اب کے بعد نہیں ہوگا۔ مگر جیسے ہی موقع ملتا ہے سب وعدے اور دعوے پاؤں تلے روند ڈالتے ہیں۔ اگر موقع نہ بن رہا ہو تو خود اپنی شیطنت سے موقع گھڑ لیتے ہیں۔

یہی حال ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل کا ہے۔ 10 اکتوبر 2025ء کو امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے مصر کے شہر شرم الشیخ میں سینہ تان کر اعلان کیا کہ "اُس کی برکت" سے اسرائیل اور حماس کے مابین جنگ بندی (ceasefire) کا پہلا مرحلہ طے پا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس معاملے میں جنگ بندی کے الفاظ کا استعمال ہی نامناسب ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ معاہدے کا یہ مرحلہ اصولی طور پر ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل کو غزہ کے مسلمانوں کی نسل کُشی (Genocide) کو روکنے سے متعلق ہے تو بات کچھ درست بنتی ہے۔ بہرحال ہم قارئین کو الفاظ کے ہیر پھیر میں اُلجھانے کی بجائے جنگ بندی کا لفظ ہی استعمال کر لیتے ہیں۔ جنگ بندی کے اس پہلے مرحلے کی اہم شقیں یہ تھیں کہ حماس باقی ماندہ دو درجن کے قریب اسرائیلی جنگی قیدی جو 7 اکتوبر 2023ء کو آپریشن "طوفان الاقصیٰ" کے نتیجے میں گرفتار کیے گئے تھے کو رہا کر دے گا، جس کے بدلے میں اسرائیل ہزاروں فلسطینی قیدیوں، جن کے جرائم فلسطین و غزہ کی آزادی کی جدوجہد، مسجد اقصیٰ کی حرمت کی حفاظت کرنا اور ناجائز صہیونی آبادکاروں کو دیس نکالا دینے کی بات کرنا تھے، میں سے 2 ہزار کو اسرائیلی عقوبت خانوں سے رہا کر دے گا۔ اسرائیل اپنی فوجیں کچھ پیچھے ہٹا لے گا اور غزہ کے بھوک و افلاس سے تڑپتے عوام تک بین الاقوامی امداد پہنچنے میں رکاوٹ نہیں ڈالے گا۔ جب تک جنگ بندی کا پہلا مرحلہ نافذ العمل رہے گا، اسرائیل غزہ میں مزید کسی کو قتل (شہید) نہیں کرے گا اور باقی معاملات جنگ بندی کے اگلے مرحلے میں طے ہوں گے۔ اس معاہدہ پر سب ہی کے تو دستخط موجود تھے...... حماس، اسرائیل، امریکہ جبکہ تین مسلم ممالک ترکیہ، مصر اور قطر نے ضامن کے طور پر دستخط کیے کہ فریقین معاہدے کی خلاف ورزی نہ کریں۔ لیکن......

خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا

قارئین کے ہاتھوں میں جب یہ تحریر ہوگی تو اس نام نہاد معاہدے کے پہلے مرحلہ کو دو ہفتے سے کچھ زائد وقت گزر چکا ہوگا اور معاہدے پر دستخط کرنے سے لے کر اِس تحریر کے رقم ہونے تک ناجائز دجالی ریاست اسرائیل نے غزہ کے مسلمانوں کو گولیاں برسا کر شہید کرنا ابھی تک بند نہیں کیا۔ "اَلْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ" کی تشریح کوئی اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھنا چاہے تو دیکھ لے! اسرائیل نے معاہدے کے پہلے مرحلے میں اپنے کیے ہوئے تمام وعدوں کو پامال کر کے رکھ دیا ہے۔ غزہ کے افلاس سے تڑپتے شہریوں کے خلاف معاہدہ کے باوجود اب بھی بھوک کو نسل کُشی کے ہتھیار کے طور پر استعمال کر رہا ہے۔ معاہدے میں کیے گئے وعدے سے بہت کم امداد غزہ جانے کی اجازت دے رہا ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ اسرائیلی پارلیمنٹ (کنیسٹ) نے مغربی کنارے (غرب اُردن) کو بھی اسرائیل میں ضم کرنے کے دو بل منظور کر لیے ہیں۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اسرائیل پورے ارضِ مقدس پر قبضہ کر کے مسلمانوں کو فلسطین سے بے دخل کرنے پر تلا ہوا

ہے۔کیا یہ سب جنگی جرائم نہیں؟انسانیت کے خلاف جرائم نہیں؟

رہے ’’ثالث‘‘ ڈونلڈ ٹرمپ اور ’’ضامن‘‘ ترکیہ، مصر اور قطر، تو معاہدہ کی اس سنگین ترین خلاف ورزیاں کرنے پر کسی نے اسرائیل کے سامنے چوں تک نہیں کی۔

حمیّت نام ہے جس کا، گئی تیمور کے گھر سے

ہمیں اطمینان اس بات پر ہے کہ حماس نے ہتھیار ڈالنے والی شق، جو ٹرمپ کے ابتدائی 20 نکاتی ’’امن فارمولے‘‘ میں موجود تھی، اس کو نہیں مانا۔ احادیث مبارکہ کے مطابق اس بابرکت سرزمین میں کفار کے خلاف قیامت تک جہاد جاری رہے گا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ’’تین (خصلتیں) ایمان کی اصل بنیاد ہیں، (لا الٰہ الا اللہ) ’’اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔‘‘ کا اقرار کرنے والے شخص کے درپے ہونے سے رک جانا، کسی گناہ یا کسی اور خلاف شرع عمل کی وجہ سے کسی کو اسلام سے خارج مت کرو، جہاد جاری ہے، جب سے اللہ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے، اور یہ اس وقت تک جاری رہے گا جب اس اُمّت کا آخری شخص دجال سے قتال کرے گا، کسی ظالم کا ظلم اسے روک سکے گا نہ کسی عادل کا عدل، اور تقدیر پر ایمان رکھنا۔‘‘ اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

(مشکوۃ المصابیح/ کتاب الایمان/حدیث:59)

مملکتِ خداداد کی بات کریں تو سویلین وزیر اعظم ٹرمپ کو ’’امن کا اصل داعی‘‘ اور ’’نوبل انعام برائے امن کا حقیقی حقدار‘‘ قرار دے چکے ہیں۔ جبکہ عسکری قیادت کے بارے میں ٹرمپ جملے کا آغاز ہی یوں کرتا ہے، ’’میرا پسندیدہ فیلڈ مارشل!‘‘ بقول شاعر:

پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے

ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل کی پارلیمان (کنیسٹ) میں ٹرمپ نے خطاب کے دوران، جسے انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ تمام پاکستانی ٹی وی چینلز پر براہِ راست دکھایا گیا، جنگی مجرم نیتن یاہو کو کامیاب ترین لیڈر قرار دیا، جس نے ایک بار پھر ثابت کر دیا کہ ہر امریکی صدر درحقیقت اسرائیل کا بغل بچہ ہوتا ہے۔ آج بھی ٹرمپ کے **مکمل اور اصل** ’’امن منصوبے‘‘ میں فلسطینیوں کے لیے اسرائیلی غلامی کے سوا کچھ نہیں، بلکہ بین السطور اسرائیل کو باقاعدہ مشرقِ وسطیٰ کا تھانیدار بنانے اور گریٹر اسرائیل کے منصوبے کو تیزی سے آگے بڑھانے کی توثیق کی گئی ہے۔ ٹرمپ اور نیتن یاہو کی شدید خواہش ہے کہ تمام عرب اور غیر عرب مسلم ممالک جلد از جلد اسرائیل کو تسلیم کر کے اُس سے سفارتی، سیاسی اور تجارتی تعلقات قائم کر لیں تاکہ (خاکم بدہن) قضیہ فلسطین اور مسجدِ اقصیٰ کی حرمت کا معاملہ ہی ختم ہو جائے۔

یہی ابراہم اکارڈز کی نئی صورت ہے

مسلم ممالک جان لیں کہ اسرائیل اُس بچھو کی مانند ہے جس کی فطرت میں اسلام، مسلمانوں اور مسلمان ممالک کو ڈسنا ہے۔ لہٰذا مسلم ممالک اسرائیل اور اُس کے معاونین کے ساتھ تعلقات قائم کرنے کی بجائے اس ناجائز صہیونی ریاست کے خاتمہ کے لیے متحد ہوں۔ کیونکہ ...... لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے!

❁❁❁

پریس ریلیز 24 اکتوبر 2025ء

شجاع الدین شیخ

ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل کی پارلیمان کا مغربی کنارے کو ضم کرنے کے دوبل منظور کرنا انتہائی تشویش ناک ہے۔

اسرائیل فلسطینی مسلمانوں کو ارضِ مقدس سے بے دخل کرنے کے ابلیسی منصوبہ پر تُلا ہوا ہے۔

مسلم ممالک آپس کے اختلافات کو ختم کر کے متحد ہوں تاکہ صہیونیوں کے مذموم مقاصد کے خلاف عملی اقدامات کیے جاسکیں۔

ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل کی پارلیمان کا مغربی کنارے کو ضم کرنے کے دوبل منظور کرنا انتہائی تشویش ناک ہے۔ اسرائیل فلسطینی مسلمانوں کو ارضِ مقدس سے بے دخل کرنے کے ابلیسی منصوبہ پر تُلا ہوا ہے۔ مسلم ممالک آپس کے اختلافات کو ختم کر کے متحد ہوں تاکہ صہیونیوں کے مذموم مقاصد کے خلاف عملی اقدامات کیے جاسکیں۔ ان خیالات کا اظہار تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ اصولی طور پر دینی تعلیمات اور بین الاقوامی قانون کے مطابق صہیونیوں کا فلسطین کے ایک انچ پر قبضہ بھی جائز نہیں اور ارضِ مقدس پر حکمرانی کا حق صرف مسلمانوں کو حاصل ہے۔ یہود نے پہلے برطانیہ اور پھر امریکہ و دیگر مغربی ممالک کی معاونت اور پشت پناہی سے فلسطین پر قبضہ جمایا اور اب فلسطین کے اُن علاقوں، جن کے حوالے سے 1967ء کی عرب اسرائیل جنگ کے بعد مختلف معاہدوں کے تحت فلسطینیوں کے حقِ حکمرانی کو تسلیم کیا گیا تھا، پر بھی اپنا مکمل قبضہ جما کر مسلمانوں کو فلسطین سے بے دخل کرنے پر تُل گئے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ اگر اسرائیل کو مغربی کنارے (غرب اردن) اور غزہ کو ضم کرنے کی اجازت دے دی گئی تو مسجدِ اقصیٰ پر بھی صہیونیوں کا تسلط قائم ہو جائے گا، جسے (خاکم بدہن) شہید کر کے وہ تھرڈ ٹیمپل کی تعمیر شروع کر دیں گے۔ علاوہ ازیں اس بات کا بھی خدشہ ہے کہ اپنے توسیعی منصوبہ یعنی گریٹر اسرائیل کے قیام کے لیے اسرائیل مشرقِ وسطیٰ میں جنگ کے دائرے کو بڑھا دے۔ اُنہوں نے کہا کہ او آئی سی اور جی سی سی ممالک کی جانب سے اسرائیلی منصوبوں کے خلاف محض مذمتی قرار دادیں لاحاصل ہیں جن کا صہیونی ریاست اور اُس کے معاونین پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔ مسلمان ممالک کا یہ افسوس ناک حال ہے کہ برادار ہمسایہ مسلم ممالک بھی ایک دوسرے سے متنفر ہیں اور قرآن و سنت کی تعلیمات کے برعکس آپس کے تفرقہ میں بٹے ہوئے ہیں جس کا فائدہ صرف دشمنانِ اسلام کو ہو رہا ہے۔ اگر اب بھی عالمِ اسلام متحد نہ ہوا اور ہم آپس کی تلخیوں کو دور کر کے جسدِ واحد نہ بنے تو طاغوتی قوتیں صہیونی منصوبوں پر عمل درآمد کرنے میں اُن کی مکمل معاونت جاری رکھیں گی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلم ممالک کا ایک ایسا اتحاد بنایا جائے جو سفارتی، سیاسی اور معاشی تعاون بلکہ یکجہتی کے ساتھ ساتھ عسکری سطح پر اسرائیل اور اُس کے معاونین کے مذموم مقاصد کا منہ توڑ جواب دے۔ محض بیان بازی اور چند دفاعی اقدامات سے آگے بڑھ کر فلسطینی مسلمانوں کی مدد اور مسجدِ اقصیٰ کی حرمت کے لیے عملی اقدامات کیے جائیں تاکہ صہیونی ریاست کے ناسور کا خاتمہ ہو سکے۔ اسی میں مسلمانوں کی دنیا اور آخرت دونوں کی کامیابی و کامرانی بھی مضمر ہے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

اعمال صالح کی فضیلت اور اہمیت

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے 17 اکتوبر 2025ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

مرتب: ابو ابراھیم

خطبہ مسنونہ اور تلاوتِ آیاتِ قرآنی کے بعد!

آج ان شاء اللہ ہم سورۃ النحل کی آیت 97 کی روشنی میں تذکیر بالقرآن کا اہتمام کریں گے اور اس کے ساتھ ساتھ کچھ حالات حاضرہ پر بھی گفتگو ہوگی۔

زیر مطالعہ آیت میں فرمایا:

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٧﴾﴾ ”جس کسی نے بھی نیک عمل کیا' خواہ وہ مرد ہو یا عورت' بشرطیکہ ہو وہ مؤمن تو ہم اسے (دُنیا میں) ایک پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے۔ اور (آخرت میں) ہم انہیں ضرور دیں گے ان کے اجر اُن کے بہترین اعمال کے مطابق۔“

اعمال صالح کا موضوع قرآن حکیم کے بنیادی مضامین میں سے ایک ہے۔ اعمال صالحہ کی قبولیت کے لیے ایمان شرط اول ہے۔ ایمان والا بندہ ہو یا بندی، اس کو یکساں اجر ملے گا، یہ نہیں کہ فرق کیا جائے گا۔ ان کو اس دنیا میں بھی پاکیزہ زندگی عطا کی جائے گی اور آخرت میں سب سے بڑھ کر پاکیزہ زندگی عطا کی جائے گی۔ ایک دوسری تشریح کے مطابق ان کے جو سب سے بہترین اعمال ہوں گے ان کی نسبت سے سارے اعمال کا اجر عطا کیا جائے گا۔

تنظیم اسلامی کے تحت ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے دروس پر مشتمل ایک منتخب نصاب تیار کیا گیا ہے جس میں قرآن مجید کے مخصوص حصوں کا مطالعہ کرایا جاتا ہے تاکہ جو لوگ مکمل قرآن کا تفصیلی مطالعہ نہیں کر سکتے اُن کے سامنے مختصر مطالعہ کے ذریعے دین کا جامع تصور، فرائض دینی کا جامع تصور اور دینی ذمہ داریوں کا تصور واضح ہو جائے اور ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے کا شوق اور جذبہ بھی پیدا ہو جائے اور ان دینی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی عملی شکل بھی بندوں کے سامنے واضح ہو جائے۔ اس منتخب نصاب کا پہلا حصہ سورۃ العصر کے مطالعہ پر مشتمل ہے۔ وہاں بھی اعمال صالح کا ذکر آتا ہے: ﴿اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ (آیت: 3) ”سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے“

اس کے ذیل میں ڈاکٹر اسرار احمدؒ اعمال صالح کی ایک بہترین تعریف بیان کیا کرتے تھے کہ کوئی بھی عمل، عمل صالح تب کہلائے گا جب نیت خالص ہوگی۔ بظاہر کوئی بڑے سے بڑا نیک عمل ہو لیکن نیت میں کھوٹ آ جائے، دکھاوا آ جائے تو وہ نیک عمل نہیں رہے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ صَلّٰی یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَکَ)) (مسند احمد)

”جس نے دکھاوے کی نماز ادا کی اس نے شرک کیا“

دوسری شرط یہ ہے کہ وہ معروف ہو، منکر نہ ہو۔ یعنی اچھی نیت سے کوئی برا عمل کرے تو وہ نیک نہیں ہو جائے گا۔ کوئی مسجد سے جوتیاں چرائے اور بازار میں جا کے بیچے اور کہے کہ اس سے جو پیسے ملیں گے میں بھوکوں کو کھانا کھلاؤں گا تو یہ نیک عمل ہرگز نہیں ہوگا۔ تیسری شرط یہ ہے کہ شریعت نے اس کام سے روکا نہ ہو۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ خلاف سنت نہ ہو۔ مغرب کی نماز کے بعد دو رکعت سنت ادا کرنی ہیں لیکن میں دو کی بجائے 4 رکعت سنت کی نیت کروں تو یہ نیک عمل نہیں ہوگا۔ شرائط پوری ہوں گی تو وہ نیک عمل ہوگا۔

اس کے بعد اعمال صالحہ میں دین کے تمام تقاضے شامل ہو جاتے ہیں۔ ان میں حقوق اللہ بھی ہیں، حقوق العباد بھی ہیں، عبادات بھی ہیں، معاملات بھی ہیں، اخلاقیات بھی ہیں۔ پھر اجتماعی زندگی کے معاملات بھی ہیں۔ ان میں بھی بنیادی 4 شرائط لازم ہوں گی۔

زیر مطالعہ آیت میں مرد اور عورت کے لیے برابر اجر کا ذکر کیا گیا۔ بعض صحابیات رضی اللہ عنہن نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ! قرآن کریم میں مردوں کا تو بہت ذکر آتا ہے لیکن خواتین کا ذکر نہیں آتا۔ اس کے جواب میں سورۃ الاحزاب کی یہ آیت نازل ہوئی، اس میں بھی اعمال صالح کا ذکر ہے:

”یقیناً مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں' اور مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں اور فرماں بردار مرد اور فرماں بردار عورتیں' اور راست باز مرد اور راست باز عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں' اور خشوع کرنے والے مرد اور خشوع کرنے والی عورتیں اور صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں' اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والی عورتیں' اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں' اللہ نے ان سب کے لیے مغفرت اور بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔“ (آیت: 35)

یہاں اہم مسئلہ زیر غور رہے کہ اجر کے اعتبار سے مرد اور خواتین برابر ہیں۔ ان میں سے جو بھی نیک عمل کرے گا، بشرطیکہ وہ مؤمن ہو تو اس کو برابر اجر ملے گا۔ لیکن دنیوی فرائض اور دنیوی ذمہ داریوں کے اعتبار سے اللہ کے دین میں عورت پر وہ ذمہ داریاں عائد نہیں کیں جو مرد پر ڈالی ہیں۔ مثال کے طور پر معاش کی پوری ذمہ داری اللہ نے مرد پر ڈالی ہے کہ وہ محنت کرے، حلال کمائے اور اپنے کنبے کی پرورش کرے۔ اسی طرح قتال کی ذمہ داری اللہ نے مرد پر ڈالی ہے عورت پر نہیں ڈالی۔ لیکن آج کی دجالی تہذیب میں میڈیا، نصاب، تعلیمی اداروں، فلموں اور ڈراموں کے ذریعے دماغوں پر یہ سوچ مسلط کی جا رہی ہے کہ عورت اور مرد برابر ہیں، عورتوں کو مردوں کے شانہ بشانہ میدان میں آنا چاہیے، ترقی کی دوڑ میں عورتوں کا بھی حصہ ہونا چاہیے وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ

اللہ تعالیٰ نے بناوٹ، نفسیات، جذبات، قوت، برداشت اور کئی لحاظ سے دونوں میں بہت بڑا فرق رکھا ہے۔ اللہ جو کہ مرد کا خالق ہے وہ عورت کا بھی خالق ہے۔ اسی نے خود مرد اور عورت کے فرائض اور ذمہ داریوں کا تعین کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے گھر کا نظام چلانے کے لیے مرد کو گھر کا سربراہ بنایا:

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ﴾ (النساء: 34)
''مرد عورتوں پر حاکم ہیں''

اس لحاظ سے مردوں کے ذمہ زیادہ بڑی اور بھاری ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، وہ اللہ کے دین کے لیے جہاد و قتال میں بھی حصہ لے گا۔ وہ محنت مزدوری کر کے گھر والوں کی کفالت بھی کرے گا۔ جبکہ خاتون گھر میں رہ کر اولاد کی اچھی تربیت اور پرورش کرے گی۔ اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے عورت پر وہ بوجھ نہیں ڈالا جو مرد پر ڈالا ہے لیکن دینی تقاضوں اور فرائض کی ادائیگی پر عورت کو مرد کے برابر اجر ملے گا۔ اگر وہ ایمان پر رہتے ہوئے نیک اعمال کریں گے تو اس کا بدلہ انہیں اس دنیا میں بھی ملے گا کہ انہیں اس دنیا میں بھی پاکیزہ زندگی عطا کی جائے گی اور آخرت کا اجر تو اس سے بھی عظیم ہوگا۔ اجر اور ثواب کے حصول میں عورت مرد کا مقابلہ کر سکتی ہے اور اس سے آگے نکلنے کی بھی کوشش کر سکتی ہے۔ البتہ فرائض دینی کی ادائیگی کے لحاظ سے دائرہ کار میں فرق ہوگا۔ اس حوالے سے ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ایک جامع خطاب ''مسلم خواتین کے دینی فرائض'' کے عنوان سے ہے۔ اس میں ڈاکٹر صاحبؒ نے وضاحت کی ہے کہ مردوں کے ذمے باہر کی ذمہ داریاں نسبتاً زیادہ ہیں، معاش کے اعتبار سے بھی اور دعوتی کام اور اقامت دین کی جدوجہد کے اعتبار سے بھی۔ عورت کا اصل میدان اس کا گھر ہے۔ مردوں کے لیے باجماعت نماز کی پابندی کو لازم کیا گیا ہے، عورت کے لیے یہ لازم نہیں کی گئی۔ تاہم اللہ کو راضی کرنے کی کوشش کرنا، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام پر عمل کے حوالے سے آگے بڑھنا، آخرت کی کامیابی کے لیے محنت کرنا، یہ وہ میدان ہے جس میں عورت محنت کر کے مرد سے آگے نکل سکتی ہے۔ اولین شرط ایمان ہے۔

ایمان کیا ہے؟ اس کی تفصیل بھی احادیث میں آتی ہے۔ فرمایا: ((تصدیق بما جاء بہ النبی ﷺ)) ہر وہ خبر جو رسول اللہ ﷺ نے دی ہے اس کی تصدیق کرنا ایمان ہے۔ یہودی بھی اللہ کو مانتا ہے، آخرت کو مانتا ہے، موسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے لیکن محمد ﷺ کو نہیں مانتا لہٰذا وہ مسلم نہیں ہے۔ عیسائی بھی اللہ کو مانتے ہیں، آخرت کو بھی مانتے ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی مانتے ہیں لیکن نبی اکرم ﷺ پر ایمان نہیں لاتے لہٰذا وہ مسلم نہیں ہیں۔ ایمان والا وہی قرار پائے گا جو ان شرائط و تفصیلات کے ساتھ ایمان لائے جو محمد مصطفیٰ ﷺ نے عطا فرمائیں۔ اس کے بعد ایمان کی اقسام ہیں۔ ایک ایمان مجمل ہے، ایک ایمان مفصل ہے۔ اس کے بعد عقائد کی تفصیلات ہیں۔ اصول یہ ہے کہ جو چیز محمد مصطفیٰ ﷺ نے عطا فرمائی اس کو مانے۔ اس سے کم تر پر عمل بظاہر کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو وہ اللہ کے ہاں قابل قبول نہیں ہوگا۔ فرمایا:

﴿فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ﴾ ''ہم اسے (دنیا میں) ایک پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے۔''

یہ بڑے تاکید کے الفاظ ہیں کہ ہم لازماً انہیں پاکیزہ زندگی عطا فرمائیں گے، بشرطیکہ وہ مومن ہوں اور نیک اعمال کرنے والے ہوں۔ یہ دنیا کی زندگی بھی ہو سکتی ہے، برزخ کی زندگی بھی ہو سکتی ہے اور آخرت کی زندگی بھی ہو سکتی ہے اس حوالے سے تینوں آراء موجود ہیں۔ اکثر مفسرین اس کی طرف بھی گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قناعت والی زندگی بندے کو عطا کرتا ہے۔ بندے کا ایمان ہوگا کہ جو میرے مقدر میں ہے، وہ مجھے مل کر رہے گا، نہ اس سے کم نہ اس سے زیادہ۔ جو ملے گا اس پر شکر ادا کرے گا، ہوس کا شکار نہیں ہوگا۔ کسی دوسرے کے پاس زیادہ دیکھ کر حسد کا شکار نہیں ہوگا۔ دوسرے کے پاس اگر کچھ ہے تو مومن کا ایمان بتاتا ہے اس کو اللہ نے دیا ہے لیکن کم ہے یا زیادہ ہے، یہ سب امتحان ہے۔ اگر کوئی حرام سے دولت کے ڈھیر جمع کر رہا ہے تو اس کو اتنا ہی عذاب بھی ہوگا۔ کوئی حلال کی کم کمائی پر گزارہ کر رہا ہے تو اس کے لیے اتنا ہی حساب کم ہو جائے گا۔ اللہ کے فیصلوں میں حکمت ہوتی ہے۔ مومن اللہ کی رضا پر راضی رہے گا۔ وہ دولت کے لیے حرام میں منہ نہیں مارے گا، رشوت، کرپشن، قتل و غارت گری میں ملوث نہیں ہوگا، لوگوں کے حقوق پامال نہیں کرے گا۔ نحوست والی زندگی نہیں گزارے گا۔ پاکیزگی والی زندگی گزارے گا۔ صرف زبانی کلامی ایمان سے یہ مرتبہ حاصل نہیں ہوگا بلکہ اس کے لیے دل سے ایمان لانا ضروری ہے۔ دل میں ایمان ہوگا تو اس کا اظہار اعمال صالح کی صورت میں ہوگا۔ دل میں اگر ایمان ہوگا تو زبان پر لازماً شکر کے کلمات ہوں گے، اللہ سے غافل نہیں ہوگا، حسد اور حرص میں نہیں پڑے گا۔ اگر کوئی آزمائش بھی آئے گی تو ''اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ'' کہہ کر اپنے آپ کو مطمئن رکھے گا۔ مصائب پر صبر کرلے گا۔ اللہ کے فیصلے پر راضی رہے گا۔ اُسے پتا ہوگا کہ:

﴿مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ﴾ (التغابن: 11) ''نہیں آتی کوئی مصیبت مگر اللہ کے اذن سے۔''

حدیث میں ذکر آتا ہے کہ مومن کا معاملہ بڑا عجیب لیکن خوبصورت ہے۔ اس کے ہر معاملے میں خیر ہی خیر ہے۔ نعمت ملتی ہے تو شکر ادا کرتا ہے، کوئی مصیبت آ جائے تو صبر کرتا ہے، دونوں صورتوں میں اس کو اجر ملتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: یہ کیفیت مومن کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہوتی۔ یہ مومن کی شان ہے۔ اس کے برعکس کافر کو دنیا میں اگر کچھ مل جائے گا تو وہ تکبر اور غرور میں مبتلا ہو جائے گا، عیاشیوں میں پڑ جائے گا، دین سے غافل ہو جائے گا، اختیار مل جائے گا تو غلط استعمال کرے گا، اس کا جسم بھی ناپاکی میں مبتلا ہوگا اور اس کی زندگی بھی ناپاکی اور نحوست والی ہوگی۔ اس کی زبان بھی نحوست والی ہو جاتی ہے۔ کفر کی بھی مختلف قسمیں ہیں۔ وہ مسلمان جس کو ایمان بالقلب کی دولت نصیب نہیں اس کی حرکتیں بھی کافرانہ ہو جاتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ جِهَارًا)) ''جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کر دی وہ کفر کر چکا۔'' (جامع ترمذی)

اللہ تعالیٰ خود پاک ہے اور پاک کو پسند فرماتا ہے۔ صدقہ حرام سے کیا جائے تو اللہ کے ہاں قبول نہیں ہوتا۔ مومن کا مال بھی پاکیزہ ہوگا، اس کا کردار بھی پاکیزہ ہوگا، وہ راہِ خدا میں پاکیزہ چیزوں میں سے خرچ کرے گا اور اللہ کے ہاں اجر پائے گا۔ جبکہ کافر کی ہر چیز ناپاک ہو جائے گی۔ لہٰذا دونوں کا نتیجہ اور انجام ایک جیسا نہیں ہو سکتا۔

اس تناظر میں ہم اپنا بھی جائزہ لیں کہ کیا واقعی ہمیں ایمان بالقلب کی دولت نصیب ہے، کیا ہم بھی ایک مومن کی طرح صبر و شکر کے عادی ہیں، ہوس اور حرام سے بچنے کا اہتمام لازم سمجھتے ہیں؟ اللہ کے فیصلوں پر راضی رہتے ہیں؟ کیا ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ہماری زبان پاک ہو، فکر اور کردار پاک ہو، باطن پاک ہو، نیت اور اعمال پاک ہوں؟ اگر میری ذات پاک ہوگی تو دوسروں کے لیے نفع کا باعث بنے گی، نقصان یا ظلم کا باعث نہیں بنے گی۔ ان سب باتوں پر ہمیں غور کرنا چاہیے۔ زیر مطالعہ آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝97﴾ ''اور (آخرت میں) ہم انہیں ضرور دیں

گے ان کے اجر اُن کے بہترین اعمال کے مطابق۔"

یہاں بھی تاکید کے ساتھ بتایا جارہا ہے کہ ہم ضرور ان کے بہترین اعمال کے مطابق ان کو بدلہ دیں گے۔ اس دنیا میں ہمارے لیے جنت کا معاملہ اجنبی ہے، ہم اس کا تصور نہیں کرسکتے۔ لہٰذا اللہ تاکید کے ساتھ ہمیں متوجہ کر رہا ہے۔ یہ دنیا بہرحال عارضی ہے۔ ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ دنیا میں قناعت، صبر اور شکر والی پاکیزہ زندگی عطا کرے گا لیکن دنیا فانی ہے، اصل اور دائمی پاکیزہ زندگی مومنین کو آخرت میں نصیب ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے کہ ان کے بہترین اعمال کے مطابق ان کے تمام نیک اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ یعنی ان کے اعمال تو بہت ہوں گے۔ البتہ اعمال کی کیفیت ایک جیسی نہیں ہوتی۔ مثال کے طور پر بندہ کبھی خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھتا ہے اور شوق سے تہجد بھی پڑھتا ہے لیکن کبھی دو رکعت فرض بھی بھاری محسوس ہوتے ہیں۔ البتہ جو بہترین معیار کے اعمال ہوں گے ان کا اجر بھی اتنا ہی زیادہ ہوگا۔ اللہ فرمارہا ہے کہ مومن کے تمام اعمال کا اُتنا ہی اجر دیا جائے گا جتنا ان کے بہترین اعمال کا اجر ہوگا۔ یہ اللہ کی شانِ کریمی اور رحمت کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس رحمت کا مستحق بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

حالاتِ حاضرہ

غزہ میں عارضی طور پر جو جنگ بندی کا معاملہ ہوا ہے، اس میں اللہ تعالیٰ خیر عطا فرمائے، ہم پہلے بھی دعا کرتے تھے اور اب بھی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلسطین کے مسلمانوں کو ہر طرح کے شرور سے بچا کر رکھے اور حماس کی قیادت کو مزید بہتر اور صحیح فیصلوں کی توفیق عطا فرمائے۔ گزشتہ دو سال میں غزہ پر مسلسل اسرائیلی مظالم کے دوران ہم نے کئی بار ملک گیر سطح پر مہمات بھی چلائیں جن میں قوم سے بھی اور حکمرانوں سے بھی اپیل کی گئی کہ اہلِ غزہ کے لیے دعا بھی کریں، ان کی مالی مدد بھی کریں، اور عملی طور پر حکمران جو کچھ کرسکتے ہیں وہ ضرور کریں تاکہ روزِ محشر ہم معذرت پیش کرسکیں۔ جن جن لوگوں نے بھی فلسطین کے مسلمانوں کے لیے کوئی کردار ادا کیا اللہ تعالیٰ انہیں اس کا بہترین اجر عطا فرمائے۔ معلوم نہیں آگے کیا ہونا ہے۔ تاہم فوری طور پر جو سب سے بڑا مسئلہ اس وقت اہلِ غزہ کو درپیش ہے وہ ان کا بے گھر اور بے سہارا ہونا ہے۔ ان کے گھر ملیا میٹ ہو چکے ہیں، مارکیٹیں، سکول، ہسپتال، سب کچھ تباہ ہو چکا ہے۔ اب ان کے پاس کچھ بھی باقی نہیں بچا۔ ایسی صورتحال میں پوری اُمتِ مسلمہ کا فرض ہے کہ ان کی بھرپور مالی مدد کی جائے تاکہ وہ دوبارہ آباد ہوکر زندگی بسر کرنے کے قابل ہو جائیں۔ اُمت کو یہ بہت بڑا مرحلہ اور کٹھن مرحلہ درپیش ہے۔ تنظیم اسلامی کی جانب سے کچھ اداروں کا ذکر کیا جاتا رہا ہے کہ اُن کے پاس مالی امداد جمع کروائی جاسکتی ہے۔ رفقائے تنظیم کو معلوم ہے لیکن احباب بھی ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں۔ باقی جہاں جس کا اعتبار ہو وہاں وہ اہلِ غزہ کے لیے مالی امداد جمع کرواسکتا ہے۔ اہلِ غزہ نے اپنے حصے کا کام بخوبی سرانجام دیا، اب اُمت کے ہر فرد کو اپنے حصے کا کام کرنا ہے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

دوسری طرف ملک میں جو سیلابی صورتحال پیدا ہوئی تھی، اس کے بعد بھی بہت سے لوگ بے گھر ہو گئے تھے اور بعض ابھی تک گھروں کو نہیں جا سکے۔ معلوم نہیں کتنے گھر تباہ ہو چکے ہیں اور کتنا نقصان ہو چکا ہے۔ ان سیلاب زدگان کی بحالی کا معاملہ بھی پاکستانی قوم کے لیے ایک بڑا امتحان ہے۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور روزِ محشر حقوق العباد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ جہاں تک ہوسکے ان کی بھی مدد کی جائے۔

ہمارے وزیراعظم امریکہ کے دورے پر گئے اور ٹرمپ کے ساتھ اسٹیج پر کھڑے ہوکر ٹرمپ کی تعریف میں قصیدے پڑھے گئے۔ امریکہ کی دوستی کی وجہ سے ہم نے پہلے جو نقصان اُٹھایا، اس سے ہم نے کوئی سبق نہیں سیکھا اور دوبارہ اس کے جال میں پھنس رہے ہیں۔ ٹرمپ کو پاکستان کی جانب سے نوبل انعام کے لیے بھی نامزد کیا گیا حالانکہ غزہ کی تباہی کے پیچھے اصل کردار امریکہ اور ٹرمپ کا ہے۔ اُس نے اسرائیل کی پارلیمنٹ میں کھڑے ہوکر کہا کہ ہم نے نیتن یاہو کو اتنے ہتھیار دیے جتنے اس نے ہم سے مانگے اور مجھے بھی معلوم نہیں تھا کہ امریکہ کے پاس اتنے ہتھیار ہیں۔ بدقسمتی سے پاکستانی میڈیا نے اسرائیلی پارلیمنٹ کی کارروائی کو لائیو دکھایا۔ یہ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی پالیسی کے سراسر خلاف ہے۔ آخر بعض لوگوں نے پیمرا کو اپنی شکایتیں درج کرائیں۔ ہم پاکستانی قوم سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ پاکستان کے حکمرانوں کو توجہ دلائیں اور پیمرا کو بھی متوجہ کریں کہ یہ پاکستان کی پالیسی نہیں ہے۔ آخر ہماری غیرت کہاں چلی گئی ہے۔

پاک افغان تعلقات کا معاملہ بھی گمبھیر ہو چکا ہے۔ سوشل میڈیا پر تو معاملہ بہت بگڑ چکا ہے۔ تاہم ہمیں اصولی بات کرنی ہے۔ دونوں برادر مسلم ممالک ہیں اور ہمسایہ بھی ہیں۔ اگر کچھ ناراضگیاں ہیں تو مل بیٹھ کر مذاکرات کے ذریعے حل تلاش کرنا چاہیے۔ اگر کوئی غلط فہمی ہے تو دور کرنی چاہیے۔ مسلمان مسلمان کا خون بہائے تو یہ اُمت کے لحاظ سے بھی اور آخرت کی جوابدہی کے لحاظ سے بھی قطعاً اچھا نہیں ہے۔ ہماری آپس کی لڑائی ہمارے دشمنوں کو ہم پر غالب کرنے کا باعث بنے گی۔ مسلمان تو بہت دور اندیش ہوتا ہے اور اس کی فکر ونظر بہت وسیع ہوتی ہے۔ احادیث میں ذکر ہے کہ خراسان سے اسلامی لشکر جائے گا جو حضرت مہدیؒ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مل کر دجال کے لشکر کے خلاف جنگ کرے گا، جس کے بعد پوری دنیا پر اسلام کا غلبہ ہوگا۔ خراسان یہی خطہ ہے جہاں افغانستان، شمالی ایران اور شمالی پاکستان ہیں۔ اسلام دشمن قوتیں کبھی برداشت نہیں کریں گی کہ اس خطہ کے مسلمان متحد اور منظم ہوکر طاقت حاصل کریں۔ اس لیے ہمیں ان سازشوں کو سمجھنا چاہیے۔ ہماری خواہش ہے کہ دونوں طرف کے ذمہ دار لوگ مل بیٹھ کر کشیدگی کو ختم کریں اور دشمنوں کی چالوں کو اُن پر ہی پلٹ دیں۔ پاکستان اور افغانستان اگر مل کر دشمنوں کے خلاف جہاد کا آغاز کریں تو اس خطہ میں امن اور استحکام پیدا ہوگا اور اس کے نتیجہ میں مستقبل کی تیاری آسان ہوجائے گی اور ہم وہ کردار ادا کرنے کے قابل ہوسکیں گے جس کا ذکر احادیث رسول ﷺ میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح فیصلوں کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

دعائے مغفرت — إنا لله وإنا إليه راجعون

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کی مقامی تنظیم پشاور غربی کے بزرگ رفیق محترم مسعود جاوید میر وفات پاگئے۔
برائے تعزیت (بیٹا): 0313-9177369

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کی مقامی تنظیم پشاور صدر کے بزرگ رفیق محترم محمد شفیق وفات پاگئے۔
برائے تعزیت (بیٹا): 0320-9010673

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے رفقا محترم ڈاکٹر کفایت اللہ اور محترم تعریف اللہ خان کی دادی وفات پاگئیں۔
برائے تعزیت: 0313-9191391

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

بدقسمتی سے اب افغانستان ملا عمرؒ والا امارت اسلامیہ نہیں رہا بلکہ ایک نیشن سٹیٹ بن چکا ہے اور افغان وزیر خارجہ کی بھارت میں سرگرمیاں اس کا واضح ثبوت ہیں: رضاء الحق

جب تک افغان طالبان اللہ کے لیے جہاد کر رہے تھے تب تک وہ ہمارے ہیرو تھے، لیکن اب وہ علاقائی اور لسانی عصبیت کی بناء پر ہم سے لڑ رہے ہیں اور وار لارڈز بن چکے ہیں: ڈاکٹر محمد عارف صدیقی

”پاک افغان مسئلہ اور سیز فائر“

پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف تجزیہ نگاروں اور دانشوروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد باجوہ

سوال: پاکستان اور افغانستان کے مابین مذاکرات کا پہلا دور قطر میں مکمل ہوا جس کے نتیجے میں وقتی طور پر سیز فائر ہوا ہے، آپ کیا سمجھتے ہیں کہ اس کے نتیجے میں پاکستان میں دہشت گرد کارروائیوں میں کوئی کمی آئے گی؟

ڈاکٹر محمد عارف صدیقی: افغانستان کے ساتھ ہمارا تین چار دہائیوں سے جذباتی تعلق رہا ہے کیونکہ وہ ایک برادری اسلامی ملک ہے، اسی وجہ سے ہم نے سوویت یونین کے خلاف جہاد میں ان کا ساتھ دیا اور انہوں نے کشمیر کی آزادی کی تحریک میں کچھ ساتھ دیا۔ جہاں بھی اللہ کے نظام کے لیے، اللہ کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق، اللہ کے دشمنوں کے ساتھ جنگ ہوگی تو اسے جہاد کہا جائے گا اور مسلمان غیر مشروط طور پر مسلمانوں کا ساتھ دیں گے۔ اسی وجہ سے ہم نے اہل غزہ کا بھی ساتھ دیا۔ اس کے برعکس جب قبائلی، علاقائی، لسانی عصبیت آجائے گی تو وہاں اُمت تقسیم ہو جائے گی اور آپس میں ہی لڑائی شروع ہو جائے گی۔ جب تک افغان طالبان اللہ کے لیے جہاد کر رہے تھے تب تک وہ ہمارے ہیرو تھے۔ ہم نے دنیا کو بتایا کہ یہ امارت اسلامیہ افغانستان ہے اور ان کی اچھی اچھی چیزوں کو پروموٹ کرتے رہے اور ان کی غلطیوں اور کوتاہیوں پر پردہ ڈالے رکھا۔

اب چونکہ ان کا معاملہ جہاد کا نہیں ہے بلکہ لسانی اور علاقائی عصبیت کا ہے، تو گویا اب ہم مجاہدین کے خلاف نہیں لڑ رہے بلکہ وار لارڈز کے خلاف لڑ رہے ہیں جن کی آغوش میں بیٹھے TTP کے جتھے بھتے اور تاوان کے لیے لوگوں کو اغواء کرتے ہیں، راہداریاں بند کرتے ہیں اور دہشت گردی پھیلاتے ہیں۔ دہشت گردی بھی کئی طرح کی ہوتی ہے۔ جب ہم نے افغان بھائی چارے میں افغانوں کو پاکستان میں پناہ دی تو یہاں کلاشنکوف کلچر، قبضہ گروپ، نشہ کا کلچر اور ڈرگ مافیا پروان چڑھے اور سود کا کاروبار بھی پھیلا۔ اس کے ساتھ ساتھ سرحد پار سے آکر یہاں دہشت گردی بھی ہوتی رہی۔ یہاں سے ڈالر بھی افغانستان میں سمگل ہو رہے تھے۔ جب پاکستان نے افغان بارڈر پر سختی شروع کی اور افغانوں کو واپس بھیجنا شروع کیا تو یہ سب برائیاں آہستہ آہستہ کم ہو رہی ہیں۔ اب آپ اندازہ لگایئے کہ ہم نے ان کا جہاد میں ساتھ دیا، ان کے لیے اپنے ملک کے دروازے کھول دیے، ان کو بھائیوں کی طرح منڈیوں میں، بازاروں میں ہر جگہ رسائی دی، ہر

مرتب: محمد رفیق چودھری

طرح سے سپورٹ کیا لیکن انہوں نے اس کا کیا صلہ دیا۔ اب بھی جو کچھ دہشت گردی کے واقعات ہو رہے ہیں اس میں ان کے وہ لوگ ملوث ہو سکتے ہیں جو پاکستان میں ہیں لیکن ہمارے ریاستی ادارے اس پر قابو پالیں گے ان شاء اللہ۔

سوال: پاک افغان مذاکرات کے پہلے دور میں سرحد پار سے دہشت گردی، سمگلنگ، اغوا برائے تاوان اور ڈیورنڈ لائن کے معاملے پر بات چیت ہوئی۔ کیا ان مسائل کے حل کی طرف بھی کوئی قدم بڑھایا جائے گا؟

رضاء الحق: افغان طالبان جب تک حکومت میں نہیں تھے تو معاملہ کچھ اور تھا لیکن جب کوئی پارٹی حکومت میں آجاتی ہے تو اس کی ذمہ داریاں بھی بڑھ جاتی ہیں۔ اگر ان کے ہوتے ہوئے بھی افغان سرزمین پاکستان میں دہشت گردی اور دیگر جرائم کے لیے استعمال ہو رہی ہے اور تمام تر شواہد کے ہوتے ہوئے بھی وہ اس سے انکار کر رہے ہیں تو یہ ان کا ذمہ دارانہ کردار ہرگز نہیں ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ 2001ء کے بعد جب امریکہ نے دہشت گردی کے خلاف جنگ کے نام پر 50 ممالک کو اکٹھا کیا اور پاکستان کو بھی مجبور کیا تو پاکستان کی سرزمین افغانستان کے خلاف استعمال ہوئی۔ یہ پاکستان کا منفی کردار تھا، لیکن وہ ماضی ہے جس کو پیچھے چھوڑ کر ہمیں آگے بڑھنا چاہیے۔ افغانستان میں بھی کئی لوگ تھے جو امریکہ کا ساتھ دے رہے تھے اور امریکہ جب گیا تو اس کے جہازوں کے ساتھ لٹک لٹک کر مر رہے تھے۔ اس کے حمایتی آج تک خوار ہو رہے ہیں۔ افغان طالبان کی موجودہ حکومت دوبارہ اس نہج پر نہیں آسکی جس پر اپنے پہلے دور میں تھی۔ بڑا واضح فرق نظر آ رہا ہے۔

سوال: اس کی کیا وجہ ہے؟ اس وقت جو اس تحریک کے بانی تھے وہ لیڈ کر رہے تھے اور اب ان کی اگلی نسل ہے۔ کیا یہ وجہ ہو سکتی ہے؟

رضاء الحق: اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ اس وقت TTP نہیں تھی۔ اس وقت افغان طالبان ملا عمرؒ کی قیادت میں بڑے خلوص کے ساتھ ایک خاص مقصد کو لے کر چل رہے تھے۔ اس وقت وہ ان وار لارڈز کے خلاف لڑ رہے تھے جو دہشت گردی، ہیروئن، سمگلنگ سمیت تمام تر برائیوں کے پشت پناہ تھے۔ ان کو ختم کر کے افغان طالبان نے ملک اور قوم کو متحد کیا، اسلامی نظام نافذ کیا، اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد کی۔ پاکستان نے بھی ان کو تسلیم کیا، سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات نے بھی تسلیم کیا۔ لیکن نائن الیون کے بعد جب پاکستان نے امریکی دباؤ میں آکر یوٹرن لے لیا تو اس کے منفی نتائج برآمد ہوئے۔ ٹی ٹی پی جیسے مسائل اس کے بعد ہی پیدا ہوئے۔ ڈیورنڈ لائن کا مسئلہ 1913ء کے قریب حل ہو چکا تھا، برٹش انڈیا اور افغان حکومت کے دستخط ہو چکے تھے۔ لیکن پاکستان کے قیام کے ساتھ ہی اس مسئلے کو دوبارہ کھڑا کیا گیا۔ ایک ملک

جو خود کو امارت اسلامیہ افغانستان کہتا ہے اس کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ پڑوسی مسلم ملک پر قبضے کی بات کرے۔ ان کے وزیر دفاع جب ڈیورنڈ لائن کی بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اٹک تک کا علاقہ ہمارا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ امارت اسلامیہ نہیں ہے بلکہ ایک نیشن سٹیٹ ہے جو نظام خلافت کے لیے نہیں بلکہ لسانی، نسلی اور علاقائی عصبیت کے لیے کام کر رہے ہیں۔ حالانکہ پاکستان نے لاکھوں افغان مہاجرین کو پناہ دی، ان کو روزگار اور معاش کے یکساں مواقع فراہم کیے۔ حامد کرزئی اور اشرف غنی کے دور میں بھارتی قونصل خانے پاکستان کے خلاف دہشت گردی کے اڈے بنے رہے۔ 15 اگست 2021ء کو جب امریکہ افغانستان سے دم دبا کر بھاگا اور افغان طالبان کی حکومت دوبارہ قائم ہوئی تو بھی افغانستان کی سرزمین سے پاکستان میں دہشت گردی جاری رہی۔ اس دہشت گردی کو روکنے کے لیے پاکستان کو مجبوراً افغان بارڈر پر سختی کرنا پڑی اور افغان مہاجرین کی واپسی کا بھی فیصلہ لینا پڑا۔ اب جو مذاکرات ہو رہے ہیں وہ افغان طالبان سے ہیں، ٹی ٹی پی سے نہیں ہیں کیونکہ افغان طالبان ہی اُن کو سپورٹ کر رہے ہیں۔ اللہ کرے یہ مذاکرات نتیجہ خیز ثابت ہوں۔

سوال: مذاکرات میں ہونے والے فیصلوں کو سامنے کیوں نہیں لایا جائے گا؟ نیز مذاکرات کا دوسرا دور ترکیہ کی میزبانی میں شروع ہو رہا ہے، اگر کوئی معاہدہ ہو جاتا ہے تو اس کا ضامن کون ہوگا؟

ڈاکٹر محمد عارف صدیقی: مذاکرات میں ہونے والے فیصلے تو سامنے آہی جائیں گے، لیکن ممکن ہے کہ فریق ثانی کی فیس سیونگ کی خاطر شرائط کو خفیہ رکھا جائے۔ جہاں تک دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پاکستان کا نیٹو کا ساتھ دینے کا تعلق ہے تو یہ جنگی حکمت عملی تھی جو سامنے کچھ اور ہوتی ہے لیکن پس پردہ کچھ اور ہوتی ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ جب امریکہ افغانستان سے شکست کھا کر نکلا ہے تو اس نے پاکستان پر یہ کہہ کر الزام لگایا ہے کہ اس شکست کی اصل وجہ پاکستان ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ امریکہ کو شکست بھی پاکستان کی وجہ سے ہوئی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر پرویز مشرف کے امریکہ کا ساتھ دینے کی وجہ سے پوری پاکستانی قوم افغانستان کے نزدیک مجرم ہے تو پھر حامد کرزئی اور اشرف غنی کے خلاف کارروائی نہ کرنے کی وجہ سے افغان عوام کی اکثریت بھی مجرم ہے۔ انہوں نے بھی امریکہ کا ساتھ دیا ہے۔ لہٰذا پہلے وہ اپنے گھر کے مجرموں کو سزا دیں۔ معاہدے کا ضامن کوئی بھی نہیں ہوتا، صرف طاقت ہی ضامن ہوتی ہے۔ جب پاکستان نے عسکری طاقت کا مظاہرہ کیا ہے تو وہ مذاکرات کی میز پر آنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ جہاں تک اُن کے اس دعوے کا سوال ہے کہ ہم نے روس کو نکالا، امریکہ کو نکالا تو یہ وہ شناخت ہے جو ہم نے انہیں دی کیونکہ جب تک وہ اسلام کی خاطر لڑے ہم نے انہیں حوصلہ دیا اور انہیں اخلاقی مدد دی لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ روس کے آگے چند گھنٹوں میں ڈھیر ہو گئے تھے۔ جب پاکستان اور دنیا بھر کے مجاہدین جنگ میں شامل

> **افغان طالبان امریکہ کے خلاف جنگ کبھی نہیں جیت سکتے تھے اگر پاکستان ان کا ساتھ نہ دیتا۔ روس کے خلاف افغان جہاد میں پاکستانیوں کا بھی اتنا ہی خون بہا ہے جتنا افغانیوں کا۔**

ہوئے تو روس کو شکست ہوئی، کتنے پاکستانی مجاہدین جا کر افغانستان میں شہید ہوئے۔ رسالے یہاں سے شائع ہوتے رہے، تربیت گاہیں یہاں پر تھیں۔ اسلحہ بارود، سٹریٹجک، لوجسٹک سپورٹ یہاں سے جاتی رہی۔ پھر امریکہ کو بھی شکست پاکستان کی وجہ سے ہوئی جیسا کہ خود امریکی تھنک ٹینک کہتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو صرف طاقت کی زبان سمجھتے ہیں۔ پاکستان عسکری سطح پر جب تک مضبوط رہے گا تو یہ معاہدہ بھی رہے گا لیکن اگر پاکستان کمزور ہوا تو یہ معاہدے کی کوئی پرواہ نہیں کریں گے۔

سوال: اس وقت قطر اور ترکیہ کے علاوہ دیگر کون کون سے ممالک ہیں جو پاک افغان مذاکرات کے لیے کوشاں ہیں؟ اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ افغان سرزمین دوبارہ پاکستان میں دہشت گردی کے لیے استعمال نہیں ہوگی؟

رضاء الحق: یقیناً اس کا روڈ میپ طے کیا جائے گا اور یہی شرط ایجنڈے میں سب سے اوپر ہوگی۔ جب سے مذاکرات شروع ہوئے ہیں تو سرحد کے اُس پار سے دہشت گردی کے واقعات میں کمی آئی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ افغان حکومت دہشت گردوں پر اثر رکھتی ہے اور ان کو روک سکتی ہے۔ پھر یہ کہ افغان طالبان کے بھی کئی دھڑے ہیں۔ حقانی گروپ خاصہ پرو پاکستانی ہے، کندھاری گروپ سخت رویہ رکھتا ہے اور افغان طالبان کے موجودہ امیر کا تعلق بھی اسی گروہ سے ہے جبکہ ایک تیسرا گروہ بھی ہے جس نے دوحہ میں امریکہ سے مذاکرات کیے اور دوحہ آفس چلایا۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب سے ان کے بھارت کے ساتھ سفارتی تعلقات بڑھے ہیں تب سے ہی سرحدی چھیڑ چھاڑ بڑھی ہے اور اب بھارت وہاں اپنے قونصل خانے دوبارہ کھول رہا ہے۔ ایک ایسا ملک جو مسلمانوں پر مظالم ڈھا رہا ہے، مساجد گرا رہا ہے اس کے ساتھ معاہدے کرنا، کشمیر کو اس کا اندرونی معاملہ قرار دینا، بھارت کو افغانستان میں سفارت خانے کھولنے کی اجازت دینا، خواتین کے جھرمٹ میں بیٹھ کر پریس کانفرنس کرنا اور بتوں کی تصاویر والے کمروں میں بیٹھ کر بھارتی اعلیٰ عہدیداروں سے ملاقات کرنا کسی اسلامی ریاست کا کام ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اس کا مطلب ہے کہ موجودہ افغان طالبان نے اسلامی بیانیہ سے یوٹرن لے لیا ہے۔ حالانکہ اللہ نے انہیں موقع دیا ہے کہ وہ اسلام کے غلبے کے لیے کام کریں لیکن اگر وہ اسلام سے بے وفائی کریں گے تو اللہ کے لیے یہ مشکل نہیں کہ ان کی جگہ کسی اور کو اسلام کے لیے چن لے۔ ان کی اُمت سے بے وفائی کا فائدہ اسلام دشمنوں کو ہوگا اور اُمت کا نقصان ہوگا۔

سوال: ڈونلڈ ٹرمپ کا دعویٰ ہے کہ پاک بھارت جنگ سمیت میں نے 8 جنگیں ختم کروائی ہیں اور اگر میں چاہوں تو پاک افغان تنازعہ بھی حل کروا سکتا ہوں۔ آپ ان کے اس دعوے کو کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

ڈاکٹر محمد عارف صدیقی: ڈونلڈ ٹرمپ کا اگر آپ کیریئر دیکھیں تو ابتدا میں وہ ایک مسخرہ تھا۔ فلموں میں مزاحیہ کردار ادا کرتا تھا۔ اس کے بعد کچھ عرصہ وہ ریسلنگ کا پروموٹر بھی رہا اور مقابلے فکس کرواتا رہا۔ اس کے خیال میں اس وقت جو جنگیں ہو رہی ہیں وہ ویسے ہی ہو رہی ہیں جیسے ریسلنگ کے مقابلے ہوتے تھے اور وہ انہیں آسانی سے رکوا دے گا۔ یوکرائن کے معاملے میں اسے درجنوں مرتبہ خفت اُٹھانی پڑی ہے۔ اس کے بیانات ایسے ہی ہیں جیسے ہمارے ہاں سیاستدان کہتے ہیں کہ سیاسی بیان کوئی قرآن کا حرف نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس کے بیانات کو سنجیدہ مت لیں۔ وہ ایک مسخرہ ہے۔

سوال: بعض پاکستانی تجزیہ نگاروں کا خیال ہے کہ افغان قوم گزشتہ 40 سال سے جنگ وجدال میں مصروف رہی ہے اور ان کے نزدیک مذاکرات، ڈائیلاگ، امن کی بات یا مشورہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ انہیں صرف بندوق کی زبان سے ہی سمجھایا جا سکتا ہے۔ اس میں کتنی سچائی ہے؟

رضاء الحق: جی میں اس اصول سے بالکل اتفاق کرتا ہوں اور قرآن میں بھی یہی رہنمائی دی گئی ہے کہ جب

مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرواؤ اور اس کے بعد جو گروہ صلح سے پھر جائے تو سب مل کر اس کے خلاف جنگ کرو۔ یہاں تک کہ وہ حق کی طرف لوٹ آئے۔‘‘ (الحجرات:9)

افغان طالبان کو طاقت کی زبان ہی سمجھ میں آئے گی اور طاقت ہی معاہدے کی ضامن ہوگی۔ اطلاعات کے مطابق اب وہ ٹی ٹی پی کو مغربی علاقوں میں شفٹ کر رہے ہیں، اس کا مطلب ہے کہ وہ ان کو پاکستان کے حوالے نہیں کرنا چاہتے۔ بجائے اس کے وہ پاکستان کے حوالے کرتے تو پاکستان ان سے خود نمٹ لیتا اور اس کے بعد افغان طالبان کے ساتھ تعلقات بھی بہتر رہتے۔

سوال: 40 سالہ جنگ وجدل کے دور میں پاکستان نے اپنا قومی اور دینی فریضہ سمجھ کر افغانوں کی ہر طرح سے مدد کی لیکن جیسے ہی افغانستان میں تھوڑا استحکام آیا تو اس کا جھکاؤ بھارت کی طرف ہوگیا اور اب وہ بھارت کی زبان بولنے لگے۔ کیا یہ سیدھی سیدھی احسان فراموشی نہیں ہے؟

ڈاکٹر محمد عارف صدیقی: آج بھی اگر افغان طالبان اسلام کے لیے جہاد کریں گے تو ہم ان کی مدد کریں گے کیونکہ ہم اُمت کے تصور پر قائم ہیں۔ وہ افغان جو اُمت کے لیے کام کرتا ہے، وہ میرا بھائی ہے۔ لیکن جو افغان اپنے مفاد کے لیے اُمت کو بیچ دے، وہ میرا بھائی نہیں ہے۔ ایمن الظواہری کو کس نے بیچا؟ حالانکہ انہوں نے افغانوں کی مدد کے لیے خود کو خطرے میں ڈالا تھا۔ یہ کمزوریاں بعض افغان قبائل میں ہیں کہ وہ ڈالروں کے لیے کسی کو بھی بیچ دیتے ہیں چاہے کوئی مجاہد ہی کیوں نہ ہو۔ افغانستان اگر بھارت سے تعلقات رکھتا ہے تو اس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن اگر بھارت کے ہاتھوں ہمارے خلاف استعمال ہوگا، ہمارے خلاف بھارت کی زبان بولے گا تو پھر وہ ہمارا برادر اسلامی ملک ہرگز شمار نہیں ہوگا۔ اگر افغان گورنمنٹ اپنی کرکٹ ٹیم کے ساتھ بھی کھڑی ہے جس کا کپتان پاکستان کے خلاف زہر اُگلتا ہے، وہ بارڈر پر ناجائز سمگلنگ کرنے والوں کے ساتھ بھی کھڑی ہے، وہ بھارت کے ساتھ بھی کھڑی ہے جو افغانستان میں ایک اور مکتی باہنی تیار کر رہا ہے تو پھر یہ احسان فراموشی سے بھی آگے کی بات ہے۔ اگر پرویز مشرف نے صلیبی افواج کا ساتھ دیا تو اس وقت پاکستانی قوم مشرف کے خلاف اور افغانوں کے ساتھ کھڑی تھی۔ اسی طرح اگر افغان عوام کے اندر ذرہ برابر بھی اسلامی حمیت باقی ہے تو انہیں اسی طرح کرنا چاہیے جیسے پاکستانی عوام نے کیا تھا۔

سوال: الدین النصیحہ کے تقاضے کے تحت اس فورم سے ہمیشہ ہماری کوشش ہوتی ہے کہ قرآن وحدیث کی تعلیمات کی روشنی میں ہم اپنے حکمرانوں، عسکری اداروں کو مشورہ دیں۔ اس تناظر میں آپ پاک افغان تنازعات کے حل کے لیے حکمرانوں اور عسکری اداروں کو کیا مشورہ دیں گے؟

ڈاکٹر محمد عارف صدیقی: میں افغانیوں سے مخاطب ہو کر کہتا ہوں کہ آپ کو عزت، غیرت اور تکریم پر سمجھوتہ نہیں کرنا چاہیے۔ آپ میں دنیا کے بہت عظیم ترین مجاہد تھے اور ہیں۔ مگر آپ کی صفوں کے اندر کالی بھیڑیں بھی ہیں جو آپ کی عزت، غیرت اور تکریم کو داغدار کر رہی ہیں۔ آپ اپنی غیرت کو پہچانیں۔ ملا عمرؒ کے دور میں جب آپ لوگوں نے بت گرائے تھے تو پوری دنیا کا آپ نے سامنا کیا تھا اور آج جب آپ کے وزیر خارجہ بھارت میں پریس کانفرنس کر رہے تھے تو پیچھے بامیان کے بتوں کی تصاویر آویزاں تھیں لیکن آپ کے وزیر خارجہ کے چہرے پر کوئی ندامت نہیں تھی۔ آپ اسلام کے مجاہدین تھے اگر آج اسلام مخالف چیزوں پر آپ کو اعتراض نہیں ہے تو پھر آپ 40 سالہ جنگ میں شہید ہونے والے مردوں، عورتوں اور بچوں کے خون سے غداری کر رہے ہیں، پھر آپ نے اپنی قبائلی غیرت اور حمیت کو بیچ دیا ہے۔ پاکستانی اسلام کے مجاہدین کے بھائی ہیں، اگر آپ اسلام کے مجاہد بنیں گے تو ہم اب بھی آپ کا پہلے کی طرح ساتھ دیں گے لیکن اگر اس کے برعکس آپ رویہ رکھیں گے تو اس کے نتائج خود آپ کی تباہی کی صورت میں نکلیں گے۔

افغان وزیر خارجہ بھارت میں جب پریس کانفرنس کر رہے تھے تو پیچھے بامیان کے بتوں کی تصویریں لگائی گئی تھیں اور ان کے چہرے پر کوئی ندامت بھی نہیں تھی۔ یہ طرزِ عمل کسی امارت اسلامیہ کا ہرگز نہیں ہوسکتا۔

رضاء الحق: قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ اِخۡوَۃٌ﴾ (الحجرات)

’’یقیناً تمام اہل ایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔‘‘

اسی طرح سورۃ الفتح کے میں فرمایا:

﴿اَشِدَّآءُ عَلَی الۡکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیۡنَہُمۡ﴾ (الفتح:29)

’’وہ کافروں پر بہت بھاری اور آپس میں بہت رحم دل ہیں۔‘‘ یہ ہدایات اللہ نے مسلمانوں کے لیے دی ہیں۔ اگر افغان طالبان اس کے مطابق عمل کرتے تو آج افغان بارڈر پر فوجوں کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔ مگر ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ افغان طالبان کا رویہ پہلے کچھ اور تھا مگر اب کچھ اور ہے۔ بجائے اس کے کہ ہم اللہ کے رسول ﷺ کی ان احادیث کے مطابق تیاری کریں جن میں خراسان سے اسلامی لشکروں کے نکلنے کی بشارتیں دی گئی ہیں، الٹا اسلام مخالف رویہ اپنا لیں، بھارت میں جا کر بتوں کی تصاویر کے سامنے بیٹھیں اور بھارت کے تربیت یافتہ دہشت گردوں کے ذریعے پاکستان میں مسلمانوں کا لہو بہائیں تو یہ رویہ اسلامی نہیں ہے۔ اسلامی رویہ تو یہ ہوتا کہ آپ بھارت میں جا کر کہتے کہ اُن بتوں کو پس منظر سے اُتارو ورنہ میں جا رہا ہوں۔ جس طرح صحابہ کرامؓ نے فارس کی سلطنت میں پہنچ کر باقاعدہ اسلامی بیانیے کا اعلان کیا تھا کہ ہم یہاں کفر کے خاتمے، شرک کے بتوں کو توڑنے اور انسانوں کو باطل کی غلامی سے آزاد کروانے آئے ہیں۔ بحیثیت مسلمان اسلام اور اسلامی نظام کا قیام ہی ہمارا ون پوائنٹ ایجنڈا ہونا چاہیے۔ پاکستان بھی ہم نے اسلام کے نام پر لیا ہے۔ غلطیاں ہر جگہ اور ہر ایک سے ہوسکتی ہیں، انبیاء کے بعد معصوم کوئی بھی نہیں ہے، لیکن اصلاح اور توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ پاکستان کو حقیقی معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست بنائیں۔ افغان طالبان بھی اپنے ملک کو صحیح معنوں میں امارت اسلامیہ افغانستان بنائیں۔ پھر مل کر خراسان کے مشن کو پورا کریں جس کی پیشین گوئی اللہ کے رسول ﷺ نے فرمائی ہے۔ اس کے مطابق ہم نے مل کر یہود و ہنود اور لشکر دجال کا مقابلہ کرنا تھا بجائے اس کے آپس میں ہی لڑ پڑنا خود فتنہ دجال میں مبتلا ہونے کے مترادف ہے۔

❁❁❁

قارئین پروگرام ’’زمانہ گواہ ہے‘‘ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

پروگرام کے شرکاء کا تعارف

1۔ رضاء الحق: مرکزی ناظم شعبہ نشر واشاعت وترجمان تنظیم اسلامی پاکستان

2۔ ڈاکٹر محمد عارف صدیقی: معروف دانشور اور تجزیہ نگار

میزبان: وسیم احمد باجوہ: نائب ناظم مرکزی شعبہ نشر واشاعت تنظیم اسلامی پاکستان

بادشاہوں کی نہیں اللہ کی ہے یہ زمین

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

اکیسویں صدی بڑے دھوم دھڑکے سے دنیا پر طلوع ہوئی تھی۔ تیاری تو دنیا کے تنہا، بلا شرکتِ غیرے بڑے چودھری امریکہ اور اس کے یورپی حواریوں، حامی موالیوں نے خوب کر رکھی تھی۔ تیسری دنیا کے کمزور معیشت والے فدوی، کمیرے (مزدور، نوکر چاکر) کمر بستہ، ہر خدمت کو حاضر تھے۔

زندگی کا امتحان ہونا، تمام تر اسباب و وسائل، حکومتیں، مناصب، مال و دولت، اولاد کی حیثیت، انھیں بروئے کار لا کر زندگی کا انفرادی، اجتماعی پرچہ حل کرنا خالق نے طے کر دیا تھا۔ تخلیقِ حیات اور اس کا مقصد آدم علیہ السلام تا ایں دم جاری وساری ہے۔ انسانوں کا ایک گروہ (اس وقت 9 ارب) بر سرِ زمین امتحان دیتا ہے اور طے شدہ مدت (Expiry Date) پر زیرِ زمین چلا جاتا ہے جہاں جسمانی وجود ختم، خالی ڈبے کی مانند رہ جاتا اور روحانی وجود، اگلی زندگی میں زندہ و موجود! حل کردہ امتحانی پرچے کی کارکردگی کے عین مطابق جزا یا سزا کا پہلا حصہ وصول کرتا ہے۔ یہ بات ہر نسلِ انسانی کے نہ صرف لاشعور میں ثبت، پیوست، اس کے ڈی، این اے (جینیاتی، جبلی وجود) میں موجود ہے۔ بلکہ اسے ایک لاکھ چوبیس ہزار مرتبہ خالق نے اس سیارے کی تمام نسلوں پر اساتذہ (انبیاء و رسل) بھیج کر، براہِ راست کتب و صحائف کے ذریعے سب پڑھا دیا ہے۔ یہ ٹرمپ، نیتن یاہو کی بے لگام، بے ڈھب، من مانی وحشی وحوش دنیا نہیں ہے۔ ضمیر نہایت طاقتور عنصر ہے انسانی وجود میں۔ معصوم انسانی بچوں، دنیا گل و گلزار کرنے والے وجود میں گولیاں مارنے، سر بریدہ لاشوں میں ڈھالنے سے پہلے ضمیر کا گلا گھونٹ پھینکا جاتا ہے۔ بے ضمیری کی فصلیں کاشت کی جاتی ہیں تو اسرائیل یا امریکی اشرافیہ، اور ٹرمپ، نیتن یاہو وجود میں آتے ہیں۔ جن کے چہروں کی مسکراہٹ اور بشاشت براہِ راست خونِ مسلم اور ننھے منوں کے گوشت کے لوتھڑوں سے کھل اٹھتی ہیں۔

یہ طریق کار کیسے چھوٹی عمروں سے ذہنوں میں کاشت ہوتا ہے؟ (T. TODS) ننھے بچوں کو نشانہ بازی سکھانے کا طریقہ اسرائیلی بیان کرتا ہے: 'تمہارے ہاں میں نہیں جانتا، مگر ہمارے ہاں محدب عدسہ (Magnifying Glass) پر سورج کی تیز شعاعیں مرتکز کر کے انہیں چیونٹیوں کو جلانے، بھون ڈالنے کا کھیل تقریباً 5 سال کے بچوں کا 'مشغلہ' ہوتا ہے۔ اس سے چیونٹیاں فوراً جل کر تڑ مڑ ہوتی تڑخ کر راکھ بن جاتیں تو ہم بہت خوش ہوتے، حظ اٹھاتے اس آسان سے 'کھیل' سے۔' یہ قبول کرنا آپ کو کتنا مشکل کیوں نہ لگے مگر وہاں تو یوں صفایا کرنے میں کوئی حرج ہی نہ تھا۔ اسی لیے تو آج 'ہرج' (حدیث میں بہت زیادہ قتل کی پیشین گوئی) ایسا ہے کہ 'ہیومن رائٹس' رپورٹوں کے کتنے صفحے اس پر مختص ہیں کہ کس طرح بچوں کی کھوپڑیاں، سینے نشانہ باندھ کر قصداً قتل کیے جاتے ہیں۔ یہ ایک قومی پراجیکٹ ہے چیونٹیوں کے صفائے کی طرح غزہ کی نسل ختم کرنا۔ یہ صرف نیتن یاہو یا بن گویر نہیں اسرائیل من حیث القوم اس میں شریک ہے۔

اسرائیلی پارلیمنٹ سے خطاب میں ٹرمپ ایک گونہ بے خودی سے چور یہود کی خوشنودی میں مسرور کیا کچھ نہ کہہ گیا۔ نیتن یاہو پر تعریفوں کے ڈونگرے برسا رہا ہے۔ 'یہ دنیا کے بہترین جنگی دور کے صدور میں سے ایک ہے۔' (اسرائیلی پارلیمنٹ غزہ کو تباہ و برباد کر دینے کے مشن میں کامیابی پر اختلافات بھلائے گویا جشن فتح منا رہی ہے۔) میں دیکھتا ہوں کہ نیتن یاہو اتنا مقبول ہے۔ اور نیتن یاہو ہلاکوئے دوراں مسکرا مسکرا کر خوشی سے سر ہلا رہا ہے۔ اور اس کے لیے اس کے پالتو نام (یہ pet name کا قصداً ترجمہ کیا ہے!) بی بی، بی بی سے ہال گونج رہا ہے! لیکن اس کلپ میں اصل بے درد کہانی یہ ہے کہ اسرائیلی پارلیمنٹ میں ٹرمپ کا خطاب جاری تھا تو سامنے سکرین پر غزہ کے قتل کیے جانے بچوں کے نام اور عمریں ترتیب وار یوں چل رہی تھیں کہ (لاکھوں بچے شہید کیے) بچے کا نام اور عمر۔ پہلی فہرست عمر صفر سال (یعنی چند ماہ یا ہفتے یا دن) اس کے بعد درجہ بہ درجہ پوری تقریر کے سامنے 17 سال کی عمر تک کے مقتولین کی یہ فہرست ہے۔ صفر تا 17 سال۔ نہایت خوشگوار تالیاں پیٹتا نعرے قہقہے لگاتا خون آشام جمہوری ڈراما! اگرچہ امریکہ، یورپ میں غزہ کے محبوب مقبول صحافی صالح الجعفری کے لیے خراجِ عقیدت اور احتجاجی پروگرام گورے چلا رہے ہیں!

دنیا کے سامنے ایک ڈراما رچایا گیا پہلے اس امید پر کہ شاید ٹرمپ کو نوبل امن ایوارڈ مل جائے۔ مگر جب یہ ممکن نہ ہوا تو آہستہ آہستہ ہاتھی کے کھانے کے دانت سامنے آنے لگے۔ یوں بھی یہ امن (peace) انعام پس پردہ مسلمانوں پر دانت پیستے ہوئے ہی ہونا تھا اور اُمت کے لیے ہمیشہ اس کے بخیے (piece) رہے ہیں حقیقت میں یہ غزہ کی ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالنے والی تصویروں کی صورت ہے خواہ وہ انسان ہو ننھے بچے یا عمارات! نہایت اعتماد و تفاخر سے سابق موساد ایجنٹ کہہ رہا ہے کہ ہم غزہ کو مٹانے لگے ہیں۔ اسرائیل کا پلان یہ ہے کہ وہ مکمل بین الاقوامی پشت پناہی سے غزہ کی طرف سے ایک جھوٹا میزائلی حملہ اسرائیل پر کرے گا تا کہ بڑا جواز بن سکے غزہ تباہ کرنے کا۔ اس وقت بھی اسرائیل مسلسل بمباریاں جاری رکھے ہے۔ ادھر رفح بارڈر ایک گھنٹے کے لیے کھولنے کے بعد فوراً بند کر دیا اسرائیل نے۔ ہزاروں فلسطینی مصر میں پھنس گئے۔ علاوہ ازیں اسرائیل جھوٹے بہانوں سے مسلسل بمباری کر رہا ہے۔ ٹرمپ صورتحال کو دھوکہ دہی اور مکمل جھوٹ سے پُرامن قرار دے رہا ہے جبکہ غزہ میں خلیل الحیۃ کے مطابق درجنوں فضائی حملوں میں درجنوں فلسطینی شہید کیے جا چکے ہیں۔ اسرائیلی بلڈوزر جو زیرِ زمین بارودی مواد پر سے گزرا تو تباہ ہوا اور 2 اسرائیلی مر گئے۔ اسے حماس کے کھاتے میں ڈال کر جنگ بندی کی جی بھر کے اسرائیل نے خلاف ورزیاں کر ڈالیں۔

امریکی امدادی عملے کی خاتون کارکن ماریَن نے فلسطینی قیدیوں کی لاشیں (جو اسرائیل نے لوٹائیں) دیکھیں تو لرز اٹھی۔ اعضاء کی گمشدگی، لاشوں کا مثلہ، بے حرمتی۔ غیر انسانی تشدد اور مسخ کیے جانے کی واضح علامات تھیں۔ ماہرین کا کہنا تھا کہ 'کیونکہ آج تک اسرائیل کو کسی بھی جنگی جرم پر کچھ نقصان اٹھانا نہ پڑا، دنیا منہ پھیر لیتی ہے، اس لیے ہم اس حد تک غیر انسانی سلوک دیکھ رہے ہیں جو دل کو

چیر کر رکھ دینے والا ہے۔ ایسی حالت میں کہ لواحقین کا اپنے محبوب رشتوں کو دیکھ کر انہیں پہچاننا بھی مشکل ہو! اگرچہ بین الاقوامی حقوقِ انسانی تنظیموں نے ایسا تشدد رپورٹوں میں لکھ رکھا ہے۔ مگر اسے حقیقتاً دیکھنا وحشیانہ اور غیر انسانی تصور سے باہر ہے۔

امریکہ میں ٹرمپ اب آپے سے باہر ہو گیا ہے۔ دنیا میں اور غیر جمہوری مسلمان ممالک میں بادشاہتوں، ان کے عیش و راحت، عوام کو جوابدہی سے بے فکری، ہرنا قد کو جیل میں (مصر کی طرح) ٹھونس دو کا رویہ۔ ٹرمپ نے غیر معمولی شاہانہ استقبال سب جگہ کروا کر خود کو امریکہ کا بادشاہ بنانے کے خواب دیکھنے شروع کر دیئے۔ یہ خواب مصنوعی ذہانت (AI) کی 'مصنوعی بادشاہت' والی وڈیو پر جاری کر دیا۔ مگر یہ انتہائی غلیظ توہین آمیز (اپنے عوام کی توہین) وڈیو تھی۔ جس میں جہاز پر سوار تاج اور شاہی سنہری لال جبہ پہنے اڑان بھر رہا ہے۔ شہروں، آبادیوں، سڑکوں پر بینر اٹھائے مظاہرین پر اندر بھری ساری نمرودی فرعونی غلاظت (انسانی فضلہ) گرائے جا رہا ہے اڑتا جہاز، جو لوگوں کے وجود تطہیر کر رکھ دیتا ہے۔ اس نے بادشاہی کے خواب غزہ کے حوالے سے بھی پہلے اسی طرح جاری کیے تھے۔ اسی پر بس نہیں امریکی نائب صدر وینس نے ہندو بیوی اوشا کے ہندو مذہب سے متاثر ہو کر ٹرمپ کا دیوتا بنا ڈالا۔ اُسے پوسٹ کیا۔ ٹرمپ نے تاج اور شاہی جبہ پہنا ہے اور یہ سب اس کے آگے ایک ہاتھ زمین پر رکھ کر نیم سجدے کی کیفیت میں مرد و زن (ٹرمپی ٹیم) جھکے اس کی خدائی (نعوذ باللہ) قبول کر رہے ہیں! ان کے دیوانے خواب اور اب امریکہ کا حلیہ تباہ برباد! اسرائیل اور یہودیوں کے ہاتھ بکاؤ مال بنا دینے نے عوام کو دیوانہ کر دیا۔ چنانچہ امریکہ میں بشمول واشنگٹن ڈی سی، نیویارک 2700 مظاہرے 70 لاکھ لوگوں نے کر کے امریکہ کی سٹی گم کر دی۔ سرکاری طور پر یہ امریکہ کا سب سے بڑا احتجاج ہے! فلسطین پر دھوکے نے (جنگ بندی کے نام پر) بھی سیخ پا کر دیا۔ ٹرمپ کے لیے ذلت آمیز نعرے۔ اور یہ کہ: 'کوئی بادشاہ قبول نہیں' نامی احتجاج نے تمہارے غبارے سے ہوا نکال دی ہے۔ دنیا بدل کر رہے گی۔ باذن اللہ! ہم پرائی 'بدنامِ گلوب' بارات کا حصہ نہ ہی بنیں تو بہتر، ٹرمپی غلاظت سے بچ کر رہیں! 'ابلیس کی مجلس شوریٰ' میں اقبال نے کہا تھا بہ زبانِ ابلیس! 'ہم نے خود شاہی کو پہنایا ہے جمہوری لباس ...... یہ لباس، اب تار تار ہونے کو ہے۔

پیچھے ہٹ جائیے۔ پاکستان ایسوں کی خوشامد درآمد برآمد نہ فرمائے تو بہتر!

بھارت کے خلاف حالیہ جنگ میں اللہ نے ہمیں سرخرو کیا۔ چند ماہ بعد ہم اکتوبر 9 تا 17 افغانستان سے شدید جنگ میں اُلجھ گئے۔ ملک کی اندرونی سیاسی معاشی صورت حال، سیلابوں کی تباہ کاری، آزاد کشمیر میں احتجاج و دیگر مسائل اور اب مشرق، مغرب دونوں سرحدوں پر کشیدگی! اگرچہ قطر اور ترکیہ کی مصالحت سے جنگ بندی اور امن مذاکرات کا سلسلہ چل پڑا، مزید بگاڑ سے بچنے اور محتاط رہنے کی ضرورت ہے تاکہ ہمارا ازلی دشمن فائدہ نہ اٹھا پائے۔

❀❀❀

گوشۂ خواتین

ہم دعا پڑھتے ہیں، مانگتے نہیں!

اُمِّ محمد

اللہ کے بارے میں سب کچھ ہی تو معلوم ہے! خالق ہے، رازق ہے، علیم ہے، خبیر ہے! ہم پر اس کے کتنے احسانات ہیں۔ گن سکتے ہیں؟ گن کر دیکھ لیں۔ اس جیسا کون ہے؟ اللہ ساری تعریفیں تیرے ہی لیے تو ہیں۔ یہ ہم جانتے ہیں تبھی تو کہتے ہیں ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ ہم مانتے ہیں کہ تمام عالموں کا رب ہے جبھی تو منہ سے نکالتے ہیں ﴿رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ اپنے اوپر اس کے احسان و کرم کی بارش، پھر دن رات اس کی رحمانیت کے مظاہر دیکھ کر ہی تو اقرار کرتے ہیں کہ ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ہاں جب گناہ یاد آتے ہیں تو پھر ان کا حساب کتاب دینا یاد آتا ہے تو پکار اٹھتے ہیں ﴿مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ﴾ ہمیں خوب معلوم ہے کہ اس روز ہم نے ہر ہر عمل دنیا کا جواب دینا ہے۔ وہی ہمارا فیصلہ فرمائے گا، ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ نفع بخش زندگی گزار کر آئے ہیں یا ہم زیاں کار ہوئے ہیں۔ اللہ! کس قدر مشکل ہے، آپ کے احکام کے مطابق بندہ بننا۔ ہر ہر کام آپ کی مرضی سے کرنا جبھی تو دست بدستی عرض کرتے ہیں ﴿اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ﴾ اے اللہ صرف آپ کی عبادت کریں گے (اور اس کام میں) صرف آپ کی ہی مدد درکار ہے۔ ہم آپ کی مدد کے بغیر عابد کیسے بنیں گے؟ اللہ ہمیں صحیح رخ عطا فرمائے ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ﴾ "وہ رخ، وہ راستہ جن پر آپ کے انعام یافتہ بندے چلے ﴿صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ﴾ ہاں ہمیں بتایا تو گیا ہے کہ انعام یافتہ کون تھے۔ صدیق، شہداء، صالحین، انبیاء کرام ہاں ہم انہی کا راستہ مانگ رہے ہیں جن پر آپ کا انعام 'مگر دنیا والوں کی سنگ باری ہوئی۔ ان کی قربانیاں بھی معلوم ہیں' مگر ہم انہی کا راستہ مانگ رہے ہیں جو دنیا والوں سے دھتکارے گئے۔ جن کو طائف میں زخمی کیا گیا۔ ہاں ہم پھانسی چڑھائے گئے صدیقوں کا ہی راستہ مانگ رہے ہیں۔ ہم بلال حبشی رضی اللہ عنہ کا چنا ہوا راستہ مانگ رہے ہیں۔ انگارے اور کوڑے مانگ رہے ہیں' یہی تو وہ سوغاتیں ہیں، جو دنیا والوں نے ان انعام یافتگان کو دیں اور وہ دے بھی کیا سکتے تھے! ان کو تو سب کچھ اوپر والے سے ملنا تھا۔ مگر اللہ ہم مانگ تو یہ راستہ رہے ہیں مگر پتہ نہیں کیوں ہم سے تو دنیا کے طعنے تک نہیں سہے جاتے۔ مانگتے ہم شہیدوں کا راستہ ہیں مگر خواہش نفس تک تو اللہ کی راہ میں قربان نہیں کر پاتے۔ معلوم نہیں لوگوں کے لہجے کی کاٹ ہمیں بے ہمت کیوں کر دیتی ہے جبکہ طلبگار ہم صدیق کے راستے کے ہیں۔ اے رب! ہم تو خود آپ سے گمراہوں اور غضب یافتہ لوگوں کے رستے سے پناہ مانگتے ہیں: ﴿غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ﴾ حدیث کا مفہوم ہے کہ مغضوب علیہم سے مراد یہود اور الضالین سے مراد نصاریٰ ہیں۔ مگر یہ قدم کہاں بھٹکے جا رہے ہیں کن راستوں کے راہ گزر کے ہم راہی بن گئے۔ ہم یہ راستہ تو نہیں مانگتے پھر کیوں دل کی لپک اس گناہ کی طرف ہوتی ہے۔ یہ انجانے راستے جن کا انجام کبھی بخیر نہیں ہوا۔ وہ کیوں دل کو اُبھار رہے ہیں۔ رحمٰن کے راستے سے کیوں دور ہوتے جا رہے ہیں۔

"شاید اس لیے کہ ہم دعا (نماز) پڑھتے ہیں مانگتے نہیں۔"

❀❀❀

فلسطین کی تقسیم نامنظور

ڈاکٹر ضمیر اختر خان

اس وقت دنیا میں فلسطین کو تسلیم کرنے کی باتیں ہو رہی ہیں اور 150 سے زائد ممالک فلسطین کو تسلیم بھی کر چکے ہیں۔ فلسطین کو تسلیم کرنے سے مراد کیا ہے، اور اس کے پردے میں اصل چالاکی و مکاری وفریب کیا ہے، اس کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ مسلم عوام و خواص کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس وقت فلسطین کو تسلیم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایک اسرائیلی ریاست اور دوسری فلسطینی ریاست کو تسلیم کیا جائے۔ اس کو دنیائے کفرو اسلام کے حکمران تنازع فلسطین کا دوریاستی حل کہتے ہیں۔ فلسطین کے پردے میں یہ دراصل اسرائیل کو تسلیم کروانے کی سازش ہے۔ کون نہیں جانتا کہ اسرائیل نے جو گریٹر اسرائیل کا نقشہ جاری کیا ہے اس میں مڈل ایسٹ کا بیشتر علاقہ بشمول مدینہ منورہ شامل ہے۔ یہ تاریخی حقیقت ہے کہ اسرائیل کا قیام دنیا کے کسی قاعدے وضابطے کی بنیاد پر عمل میں نہیں آیا۔ یہ سراسر ظلم وناانصافی پر مبنی شیطانی منصوبہ ہے جو برطانیہ نے اپنے غاصبانہ دور میں مسلم دنیا پر مسلط کیا تھا۔ بالفور اعلان اس طرح کیا گیا کہ جیسے دنیا میں انگریزوں کے سوا کوئی اور انسانی شرف کا حامل نہیں ہے۔ یہ احساس بالفور اعلامیہ کو دیکھنے کے بعد ہر ذی شعور انسان کو ہوگا۔ اس کا خلاصہ ملاحظہ کیجیے:

”بالفور اعلامیہ ایک تاریخی بیان ہے جو 2 نومبر 1917ء کو برطانیہ کی جانب سے آرتھر بالفور کی طرف سے صہیونی تحریک کے نام لکھا گیا، جس میں برطانوی حکومت نے فلسطین میں ایک یہودی ریاست کے قیام کی حمایت کا یقین دلایا اور اس کی سہولت کے لیے اپنی بہترین کوششیں بروئے کار لانے کا وعدہ کیا۔ اس اعلامیے کے نتیجے میں 1948ء میں اسرائیل کا قیام ہوا اور لاکھوں فلسطینیوں کی بے دخلی کا آغاز ہوا، جس سے خطے میں فساد برپا ہوا۔

اعلانِ بالفور برطانوی حکومت کی صہیونی یہودیوں سے ایک خفیہ معاہدے کی توثیق تھی جس کا تعلق پہلی جنگِ عظیم کے بعد سلطنتِ عثمانیہ کے ٹکڑے کرنے سے تھا۔ یہ بعد میں سامنے آ گیا۔ اس اعلان کی علامت برطانوی دفترِ خارجہ کے ایک خط کو سمجھا جاتا ہے جو 2 نومبر 1917ء کو آرتھر جیمز بالفور (سیکریٹری خارجہ) نے صہیونیوں کے نام لکھا تھا۔ اس خط میں برطانیہ نے صہیونیوں کو اس بات کا یقین دلایا ہے کہ وہ فلسطین کی سرزمین میں ایک یہودی ریاست کے قیام میں بھرپور اور عملی مدد دیں گے۔ خط میں یہ بھی بتایا گیا کہ اس معاہدہ کی توثیق برطانوی کابینہ کے ایک خفیہ اجلاس میں 31 اکتوبر 1917ء کو ہو چکی ہے۔ اسی اعلان کے تحت اسرائیل کا قیام عمل میں آیا۔

یہ معاہدہ، اعلان اور خط دو یہودیوں، حیم وایزمن جو بعد میں اسرائیل کا پہلا صدر بنا اور ناہوم سوکولو کی متواتر کوششوں کا نتیجہ تھا جو لندن میں صہیونی یہودیوں کے نمائندے تھے۔ ان کی خواہش تھی کہ فلسطین کے دس لاکھ لوگوں کو وہاں سے نکال کر وہاں ایک یہودی ریاست کا قیام عمل میں لایا جائے۔ یہ اعلان بعد میں نہ صرف ترکی کے ساتھ ایک معاہدہ کا حصہ بھی بنا جب ترکی جنگِ عظیم اول ہار گیا بلکہ اس کو خفیہ طور پر وائزمین نے کچھ عربوں سے بھی منوایا جو اس زمانے میں اقتدار کی شدید ہوس میں مبتلا تھے اور اس کے لیے سلطنتِ عثمانیہ کے خاتمے سمیت کچھ بھی کرنے کو تیار تھے۔

بالفور اعلامیہ کا مقصد یہودیوں کا تعاون حاصل کرنا تھا۔ برطانوی حکومت کو امید تھی کہ اس اعلامیے کے بعد امریکہ اور باقی دنیا میں بسنے والے یہودی پہلی عالمی جنگ میں مکمل طور پر جرمنی کے خلاف اتحادیوں کا ساتھ دیں گے۔ مؤرخین کا ماننا ہے کہ برطانیہ سمیت یہودی کمیونٹی معاشی اثرورسوخ رکھتی تھی اور خصوصاً عالمی سرمایہ کاری میں بااثر ہونے کی وجہ سے برطانیہ کو ان کی مدد درکار تھی۔ چند ماہرین کا یہ بھی ماننا ہے کہ برطانیہ نے جنگ کے بعد مشرقِ وسطیٰ میں اپنا اثرورسوخ برقرار رکھنے کے لیے یہ اقدام کیا۔ اس تحریر کا مقصد جو بھی ہو، بالفور اعلامیہ نے 1948ء میں اسرائیل کو جنم دیا اور خطے سے لاکھوں فلسطینیوں کو بے دخل کیا۔ فلسطینیوں کے نزدیک اسی اعلامیے سے اُن کی مشکلات کا آغاز ہوا جو آج تک جاری ہیں۔ فلسطینیوں کے مطابق اس دستاویز میں اُن کا نام تک نہیں لیا گیا اور اُنھیں فلسطین کی 'غیر یہودی آبادی' کے نام سے پکارا گیا۔ پہلی عالمی جنگ میں سلطنت عثمانیہ کی شکست کے بعد اتحادیوں نے بالفور اعلامیے کی حمایت کی اور فلسطین باقاعدہ طور پر برطانیہ کے زیر اثر آ گیا۔ اس دوران بڑی تعداد میں یہودی فلسطین میں بسنا شروع ہوئے تو 1930ء میں عرب آبادی نے تشویش کا اظہار کیا اور یوں دونوں کے درمیان تنازع کا آغاز ہوا۔ اس تنازع کو کم کرنے کے لیے برطانیہ نے یہودیوں کی آمد پر چند پابندیاں لگانے کا فیصلہ کیا لیکن عالمی جنگ کے بعد یہودی ریاست کے قیام کا دباؤ مزید بڑھا جب ہولوکاسٹ کی جعلی کہانی سامنے آئی۔ 14 مئی 1948ء کو فلسطین سے برطانوی مینڈیٹ کا اختتام ہوا اور برطانیہ نے اس خطے کو خیر آباد کہا تو اسی دن اسرائیل نے آزادی کا اعلان کر دیا۔

بحیثیت مسلمان یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ حرمین شریفین کی طرح مسجد اقصیٰ پر تمام مسلمانوں کا برابر کا حق ہے۔ مسلم دنیا کا برسرِ اقتدار طبقہ بھی اس حقیقت سے آگاہ ہے مگر حکمرانی کا نشہ یا اقتدار کے چھن جانے کا ڈر اُنہیں اس حقیقت کو تسلیم کرنے سے روکتا ہے۔ یہ اسی عقیدے کا گہرا احساس تھا جس نے فلسطین کے مفتی اعظم مفتی امین الحسینی کو برصغیر کے مسلمانوں کے قائداعظم محمد علی جناح کے ساتھ رابطہ کرنے پر مجبور کیا۔ 1937ء اور 1947ء کے دوران مفتی امین الحسینی کے قائداعظم کے نام کئی خطوط موجود ہیں جن میں قائداعظم سے درخواست کی گئی کہ 27 رجب کو (واقعہ معراج کا دن) یوم فلسطین منایا جائے۔ قائداعظم نے مفتی امین الحسینی کے کہنے پر بار بار 27 رجب کو یوم فلسطین منایا۔ 27 رجب کو یوم فلسطین منا کر قائداعظم اور مسلم لیگ بار بار مسجد اقصیٰ کے ساتھ اپنی محبت کا اظہار کرتے رہے کیونکہ شب معراج کو نبی کریم حضرت محمد ﷺ کو خانہ کعبہ سے مسجد اقصیٰ لے جایا گیا تھا۔ پھر جب برطانیہ اور امریکا کی کوششوں سے اقوام متحدہ کے ذریعے تقسیم فلسطین کی قرارداد منظور ہوئی اور اسرائیل قائم کیا گیا تو قائداعظم نے تقسیم فلسطین کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اب حکومت پاکستان تقسیم فلسطین کو دوریاستی حل قرار دے کر اس کی حمایت کرتی ہے لیکن قائداعظم کی طرف سے امریکی صدر ٹرومین کے نام دسمبر 1947ء میں لکھے جانے والے خط میں اسرائیل کے وجود سے انکار کو جذباتیت قرار دے کر مسترد نہیں کیا جا سکتا۔ جب تک

مسجد اقصیٰ سے اسرائیل کا قبضہ ختم نہیں ہوتا اسرائیل کو تسلیم کرنا قائداعظم کے ساتھ غداری ہے۔ پاکستان کے وزیراعظم شہباز شریف ایک طرف تو ایسی آزاد فلسطینی ریاست کا مطالبہ کرتے ہیں جس کا دارالحکومت القدس شریف ہو، دوسری طرف یروشلم میں امریکی سفارت خانہ قائم کرنے والے ٹرمپ کے غزہ امن پلان کی اندھا دھند حمایت کر رہے ہیں۔ وزیر خارجہ اسحاق ڈار کا فرمانا ہے کہ جو لوگ ٹرمپ کے امن پلان کی مخالفت کر رہے ہیں وہ دراصل فلسطینیوں کے خون پر اپنی سیاست چمکا رہے ہیں۔ ڈار صاحب کو جذباتی باتیں نہیں کرنی چاہئیں بلکہ دلیل سے بات کرنی چاہیے۔ وہ ٹرمپ جو یروشلم سے امریکی سفارت خانہ واپس تل ابیب لے جانے کے لیے تیار نہیں وہ ایک ایسی فلسطینی ریاست کے قیام کی حمایت کیسے کرے گا جس کا دارالحکومت القدس شریف ہو؟ سب سے اہم بات یہ ہے کہ بہت سے امریکی مبصرین یہ سوال اُٹھا رہے ہیں کہ غزہ کے عوام کی اصل نمائندہ حماس ہے۔ جب تک حماس اس ٹرمپ پلان کی حمایت نہیں کرتی تو اس پر عمل درآمد کیسے ہوگا؟ فلسطینی اتھارٹی کا تعلق تو پی ایل او سے ہے۔ اگر پی ایل او ٹرمپ پلان کی حمایت اور حماس مخالفت کرے گی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ٹرمپ پلان سے فلسطینیوں کو تقسیم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ ادھر نیتن یاہو فی الحال تو آزاد فلسطینی ریاست کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں لیکن کچھ دن بعد وہ کہے گا کہ اگر کچھ اہم مسلم ممالک اسرائیل کو تسلیم کرلیں تو وہ بھی ایک فلسطینی ریاست کو تسلیم کرلے گا۔ لیکن وہ مسجد اقصیٰ کا قبضہ نہیں چھوڑے گا۔ وہ صاحبانِ دانش جو ٹرمپ کے غزہ پلان کو مسئلہ فلسطین کے حل کی طرف اہم قدم قرار دے رہے ہیں، وہ یہ بتادیں کہ جب تک مسجد اقصیٰ سے اسرائیل کا ناجائز قبضہ ختم نہیں ہوتا مسئلہ فلسطین کیسے حل ہوسکتا ہے؟ حماس کو غیر مسلح کرنے یا حماس کو ختم کردینے سے مشرق وسطیٰ میں امن قائم نہیں ہوگا۔ 1947ء میں مغربی طاقتوں نے مفتی امین الحسینی کو دہشت گرد قرار دے کر فلسطین بدر کردیا۔ اُن کا انتقال بیروت میں ہوا۔ انہیں غزہ میں دفن بھی نہ کرنے دیا گیا۔ کیا وہاں امن قائم ہوا؟ مفتی امین الحسینی کی شروع کردہ مزاحمت کا نیا نام حماس ہے جسے اسرائیل اور امریکا دہشت گرد کہتے ہیں۔ اس کو فلسطین سے کیسے مائنس کیا جا سکتا ہے؟ جب تک مسجد اقصیٰ سے اسرائیل کا قبضہ ختم نہیں ہوتا حماس ختم نہیں ہوسکتی۔ اسرائیل فلسطینیوں کی موجودہ نسل کو تو ختم کرسکتا ہے لیکن اُن کی اگلی نسل پھر مزاحمت شروع کردے گی۔ مسئلہ فلسطین کا حل ٹرمپ یا ٹونی بلیئر کے پاس نہیں ہے۔ مسئلہ فلسطین کا حل مسجد اقصیٰ کی آزادی میں ہے۔ اگر ہم مسجد اقصیٰ سے اسرائیل کا قبضہ ختم نہیں کرا سکتے تو کم از کم ہمیں اس مشکل وقت میں اہل غزہ اور قائداعظم کے نظریے کے ساتھ بے وفائی تو نہیں کرنی چاہیے۔ آج اگر ہم اسرائیل کو تسلیم کرلیں گے تو کل کشمیر پر ہندوستان کے قبضے کو کس طرح ناجائز قرار دیں گے۔ ہم پھر یاد دلانا چاہتے ہیں کہ فلسطین پر اسرائیلی قبضے کو تسلیم کرلینے کا مطلب اپنے نبی علیہ السلام کے مسجد اقصیٰ پر حق تولیت (Custodianship) سے دستبرداری کا اعلان ہوگا جو دنیا و آخرت دونوں میں رسوائی کا سبب بنے گا۔ اعاذنا اللہ من ذالک۔

اس مضمون کی ترتیب کے دوران غزہ کی صورت حال میں ایک تبدیلی آئی ہے۔ حماس نے اپنے نمائندے خلیل الحیہ کے ذریعے ٹرمپ کے پیش کردہ 20 نکاتی امن منصوبے کے حوالے سے مذاکرات میں شرکت پر آمادگی ظاہر کی ہے۔ اس ضمن میں حماس کے اعلیٰ مذاکرات کار خلیل الحیہ نے منگل کو مصر میں اسرائیل کے ساتھ بالواسطہ بات چیت کے دوران کہا ہے کہ فلسطینی تنظیم، صدر ٹرمپ اور سپانسر ممالک سے ضمانت چاہتی ہے کہ جنگ ہمیشہ کے لیے ختم ہوجائے گی۔ انہوں نے اسرائیل کا حوالہ دیتے ہوئے منگل کو مصری ریاست سے منسلک میڈیا القاہرہ نیوز کو بتایا کہ ہمیں قابض پر بھروسا نہیں، ایک سیکنڈ کے لیے بھی نہیں۔ غزہ میں دو سالہ جنگ روکنے کی غرض سے امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے 20 نکاتی امن منصوبے کے تحت اسرائیل اور فلسطینی تنظیم حماس کے درمیان بلاواسطہ مذاکرات کا مصر میں آج تیسرا دن ہے۔ یہ بات چیت اس وقت شروع ہوئی جب 7 اکتوبر کو غزہ پر اسرائیلی جارحیت کے دو سال مکمل ہوئے۔ فرانسیسی خبر رساں ادارے اے ایف پی کے مطابق مصری سیاحتی مقام شرم الشیخ میں جاری بات چیت میں قطر کے وزیراعظم اور ترکی کے مندوبین آج (بدھ کو) شامل ہوں گے۔ خلیل الحیہ نے اسرائیل پر موجودہ جنگ کے دوران دو مرتبہ جنگ بندی کی خلاف ورزی کا الزام لگاتے ہوئے کہا کہ تاریخ میں اسرائیلی قابض نے اپنے وعدوں پر عمل نہیں کیا اور ہم نے اس جنگ میں دو بار اس کا تجربہ کیا ہے۔ اس لیے ہم حقیقی ضمانتیں چاہتے ہیں۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حماس کو ان دھوکے بازوں کے شر سے محفوظ رکھے۔

گوشۂ انسدادِ سود

وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال اور ان کے جوابات

(گزشتہ سے پیوستہ)

جبکہ قرضوں کی انڈیکسیشن کے تصور کی بنیاد ہی یہی ہے کہ قرض دار جنس اور مقدار میں برابری کی بجائے قوت خرید میں برابری اور مثلیت کی بنیاد پر قرض کی واپسی کرے۔ فقہاء نے قرض کی تعریف یوں کی ہے:

هو عقد مخصوص يرد على دفع مال مثلي لآخر ليرد مثله و صح في مثلي لا في غير ... ما يكال أو يوزن أو يعد متقاربًا فصح استقرض جوز وبيض

(الدر المختار 'کتاب البیوع' فصل في القرض' جلد ۷ ص ۴۰۶)

''قرض ایک معاہدہ ہے جس میں ایک شخص دوسرے کو مال مثلی دیتا ہے اور لینے والا ادائیگی کے وقت اس کی مثل واپس کرتا ہے۔ قرض لین دین مال مثلی میں صحیح ہے اور غیر مثلی میں صحیح نہیں ہے...... (مال مثلی وہ ہے) جسے ماپا اور تولا جا سکتا ہے یا جس کی مقدار گننے سے معلوم کی جا سکتی ہو بشرطیکہ اس کی اکائیاں مقدار میں ایک دوسرے سے زیادہ متفاوت نہ ہوں بلکہ قریب قریب ہوں' مثلاً اخروٹ اور انڈے۔''

لہٰذا یہ وہ دلائل ہیں جن کی بنیاد پر ہم قرضوں کی انڈیکسیشن کو نہ تو شرعاً جائز سمجھتے ہیں اور نہ ہی بینکوں کے لیے قابل عمل۔ (جاری ہے)

بحوالہ: ''انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 1280 دن گزر چکے!

تحریکی کارکن اور حالات کا امتحان

محمد نبی محسن (باجوڑ)

راقم الحروف کے دل میں اسلامی نظام کے قیام کی تڑپ ہمیشہ ایک زندہ حقیقت رہی ہے۔ یہ تڑپ ہی ہے جو نیندیں حرام کرتی ہے اور سکون چھین لیتی ہے۔ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ انقلاب کبھی ڈرائنگ رومز میں بیٹھ کر برپا نہیں ہوئے، بلکہ قربانی، جدوجہد اور عزم و استقلال کے ذریعے ہی دنیا نے بڑے انقلابات دیکھے ہیں۔ انقلابِ فرانس ہو یا روس اور ایران کے انقلابات، یہ سب چند باہمت اور دردمند نوجوانوں کی قربانیوں کے نتیجے میں ممکن ہوئے۔

آج کرۂ ارض پر تہذیبوں کا تصادم اپنے عروج پر ہے۔ مغربی تہذیب اپنی جڑیں مضبوط کر چکی ہے جبکہ اسلامی تہذیب کو اجنبیت کا سامنا ہے۔ ایسے وقت میں اسلامی تہذیب کے احیاء کے لیے جان، مال اور وقت کی قربانی ناگزیر ہے۔

دنیا کی تاریخ یہ بھی بتاتی ہے کہ انقلابات ہمیشہ ایسے ہی لوگوں نے برپا کیے جو حالات کے جبر میں بھی اپنے نظریے سے پیچھے نہ ہٹے۔ آج جب میں اپنے گردوپیش پر نظر ڈالتا ہوں تو دل اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے بے قرار ہے۔ مگر علاقے کے سکیورٹی کے حالات کچھ ایسے ہیں کہ نہ رفقاء سے ملاقات ممکن ہے اور نہ اجتماعات کا انعقاد۔ ایک تحریکی کارکن کے لیے اجتماعات کی محفلیں ایسی ہیں جیسے مچھلی کے لیے پانی۔ ان کے بغیر تحریک کی روح گویا قید ہو جاتی ہے۔

لیکن کیا اس کیفیت میں ہم ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائیں؟ ہرگز نہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور ہمیں جواب دہی کرنی ہے۔ ایک کارکن کا اصل جوہر تو انہی ناسازگار حالات میں ظاہر ہوتا ہے جب زبان پر مہر لگانے کی کوشش کی جا رہی ہو، اجتماعات پر پابندیاں ہوں، اور راستے مسدود دکھائی دیں۔ بظاہر یہ کمزوری محسوس ہوتی ہے، مگر درحقیقت یہی محصوریت کارکن کے اخلاص اور تعلق مع اللہ کو مضبوط کرتی ہے۔

اگر آج میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھ کر منصوبہ بندی نہیں کر سکتا، تو کیا مشن رک گیا ہے؟ ہرگز نہیں۔ میں اپنی تنہائی کو بھی ایک محاذ بنا سکتا ہوں:

قرآن کریم کا گہرا مطالعہ، منتخب نصاب پر غور و فکر، رفقاء کی تعلیم و تربیت کے لیے منصوبہ بندی، اور سب سے بڑھ کر رات کے آخری حصے میں رب کے حضور کھڑے ہو کر دعا۔ یہ وہ چراغ ہیں جو اندھیروں میں بھی جلائے جا سکتے ہیں۔

زبان پہ مہر لگانا تو کوئی بات نہیں
بدل سکو تو بدل دو میرے خیالوں کو

جب کوئی فرد کسی تحریک یا نظریے کو خلوص دل سے قبول کرتا ہے تو اُس کی زندگی کا ہر لمحہ اسی نظریے کے فروغ اور بقا کے لیے وقف ہو جاتا ہے۔ وہ اپنی صلاحیتوں، وقت اور سکون کو قربان کرنا اپنی ذمہ داری ہی نہیں بلکہ اپنا شرف اور افتخار سمجھتا ہے۔ دراصل یہی غیرت اور حمیت کا تقاضا ہے کہ جس فکر کو اپنایا جائے، اسے دوسروں تک پہنچایا جائے اور اس کی بنیاد پر ایک صالح نظام کے قیام کی جدوجہد کی جائے۔

ایک تحریکی کارکن کی زندگی عام انسانوں سے یکسر مختلف اور نمایاں ہوتی ہے۔ وہ کبھی رفقائے کار کے ہمراہ فکری معرکہ آرائی میں مصروف دکھائی دیتا ہے، کبھی قرآن حکیم کی درس گاہوں میں علم و شعور کی شمعیں روشن کرتا ہے۔ کبھی تربیتی مجالس میں افکار کی آبیاری کرتا ہے، تو کبھی عوامی اجتماعات کی منصوبہ بندی میں مگن رہتا ہے۔ یہی فکر و عمل کی یکجائی ہے جو اس کی راتوں کو بے خواب اور دنوں کو بے قرار کیے رکھتی ہے۔

مگر جب ایک کارکن سے یہ مواقع چھین لیے جائیں، رفقاء سے ملاقات دشوار ہو جائے اور ہر طرف خطرات کے سائے منڈلانے لگیں، تو یہ کیفیت گویا عملی طور پر ایک زندان میں بدل جاتی ہے۔ ایسے میں وہ خود کو ایک پنجرے میں محبوس پرندے کی مانند محسوس کرتا ہے:

قفس میں چین نہیں، اُڑنا تری بربادی
نہ راس قید ہے، نہ آزادی

یہی کربناک صورتحال آج علاقے کے عوام اور کارکنان کو درپیش ہے۔ عام شہری ہوں یا تحریکی رفقاء، سب شدید مشکلات اور کڑی آزمائشوں سے گزر رہے ہیں۔ ان حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے فولادی حوصلے، صبر جمیل اور غیر معمولی استقامت درکار ہے۔

سوال یہ ہے کہ ہم اس حال تک کیوں پہنچے ہیں؟ آخر وہ کون سے اسباب ہیں جن کی بنا پر ہم اللہ کے غضب کی گرفت میں ہیں؟ آج کا سب سے بڑا تقاضا یہی ہے کہ ہم اپنے اعمال کا احتساب کریں، اجتماعی اصلاح کی طرف سنجیدگی سے قدم بڑھائیں اور سچے دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں۔

یقیناً آج کا دن سخت ہے، لیکن کل کا سورج انہی دعاؤں اور استقامت کی روشنی سے طلوع ہوگا۔ حالات ہمیشہ ایک جیسے نہیں رہتے۔ جو کارکن ہر موسم میں اپنے ایمان کے چراغ روشن رکھتے ہیں، اللہ کی نصرت انہی کے شامل حال ہوتی ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمارے رفقاء پر رحم فرمائے، ہماری مشکلات کو آسان کرے، اور ہمیں سیرت نبویؐ کے ساتھ جڑے رہنے کی توفیق دے۔

اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے، ہمارے گناہوں کو معاف کرے اور اس مملکتِ خداداد کو حقیقی معنوں میں اسلام کا مضبوط قلعہ بنا دے۔ آمین یارب العالمین!

ہفت روزہ ''ندائے خلافت''

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظام خلافت کا نقیب، ایک علمی، دعوتی اور تربیتی رسالہ!

صرف آپ ہی کے زیرِ مطالعہ کیوں؟

وقت اور حالات کی اشد ضرورت ہے کہ اسے ایک مشن سمجھ کر واعظین و مربین، تعلیمی اداروں، لائبریریوں، مکتبہ جات اور ہر گھر و فرد اور خاص طور پر الاقرب فالاقرب کی بنیاد پر اپنے دوست، احباب اور اعزہ واقربا تک پہنچانے میں اپنا کردار ادا کریں۔ یہ آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہوگا!

خصوصی رپورٹ

مرکزی شعبہ نشر و اشاعت کے زیر اہتمام
امیر تنظیم اسلامی کے دو پروگرام

مرتب: مرتضیٰ احمد اعوان

جمعۃ المبارک 17 اکتوبر 2025ء امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ ﷾ نے خطاب جمعہ قرآن اکیڈمی لاہور میں ارشاد فرمایا۔ نمازِ عصر کے بعد شعبہ سمع و بصر تشریف لے گئے جہاں انہوں نے ٹی وی چینل نیوز ون کو انٹرویو دینا تھا۔ چینل نیوز ون میں ''دین و دنیا'' کے عنوان سے پروگرام کے اینکر پیر ضیاالحق نقشبندی نے امیر محترم کے انٹرویو کی درخواست کی تو مرکزی شعبہ نشر و اشاعت نے ناظم بالا سے مشاورت کے بعد حامی بھر لی۔ چنانچہ انہوں نے شعبہ سمع و بصر کا وزٹ کیا اور پھر شام کو اپنی پوری ٹیم کے ساتھ تشریف لائے۔ امیر محترم سے انہوں نے کہا کہ میں آپ کے دو پروگرام ریکارڈ کرنا چاہ رہا ہوں۔ امیر محترم نے فرمایا کہ درمیان میں نماز کا وقفہ ہے، اس کا طریقہ کار کیا ہوگا؟ تھوڑی سوچ بچار اور مشاورت کے بعد انہوں نے دونوں 45 منٹس کے پروگرام ریکارڈ کر لیے جن کے درمیان نمازِ مغرب کی ادائیگی کے لیے وقفہ کیا گیا۔ شعبہ نشر و اشاعت کی طرف سے مرکزی ناظم نشر و اشاعت محترم رضاء الحق صاحب اور نائب ناظم نشر و اشاعت محترم وسیم احمد باجوہ نے شرکت کی۔ شعبہ سمع و بصر کے نائبین محترم عبداللہ واحد اور محترم سید فیضان حسن بھی اس ریکارڈنگ میں موجود تھے۔ میزبان نے امیر محترم سے بڑے پیچیدہ انداز میں سوالات کیے جن کے جوابات امیر محترم نے بہت عمدگی سے دیئے۔

امیر محترم کا دوسرا پروگرام بریگیڈیئر (ر) محترم جاوید احمد سے ملاقات کا تھا۔ یہ ملاقات عشاء کی نماز کے بعد مرکزی شعبہ نشر و اشاعت میں ہوئی جس میں ملکی و بین الاقوامی موضوعات زیر بحث آئے۔ بریگیڈیئر صاحب اپنے بھتیجے کے ہمراہ تشریف لائے تھے۔ بریگیڈیئر (ر) جاوید احمد صاحب نے بتایا کہ وہ باقاعدگی سے بانی محترمؒ کو یوٹیوب پر سنتے ہیں۔ دورانِ گفتگو امیر محترم نے بریگیڈیئر (ر) محترم جاوید احمد کو آئندہ سال دورۂ ترجمہ قرآن میں شمولیت کی دعوت دی جسے اُنہوں نے قبول فرمایا۔ پروگرام کا اختتام دعائے مسنونہ پر ہوا۔

ضرورت رشتہ

☆ لاہور کے رہائشی رفیقِ تنظیم کو اپنی ہمشیرہ، عمر 26 سال، تعلیم گریجویشن، حافظہ قرآن، قد 5 فٹ، امور خانہ داری میں ماہر کے لیے دیندار گھرانے سے رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0321-7266517

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کرلیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(16 تا 22 اکتوبر 2025ء)

جمعرات 16 اکتوبر: مرکزی اسرہ کے اجلاس کی صدارت کی۔ دوپہر میں شعبہ رابطہ، قانونی و انتظامی امور کی صدارت کی۔ بعد نمازِ مغرب تا رات 08:45 بجے تک حلقہ لاہور غربی کے زیر اہتمام مسجد بنتِ کعبہ میں ''Youth Meet up'' کے عنوان سے نوجوان رفقائے تنظیم اور رفقائے تنظیم کے نوجوان رشتہ داروں اور احباب کے ساتھ تنظیمی دعوت اور سرگرمیوں، حالات حاضرہ اور نوجوانوں سے متعلق امور پر سوال و جواب کی بھرپور نشست ہوئی۔ آئندہ رمضان المبارک میں دورۂ ترجمۂ قرآن میں شرکت کی دعوت دی۔

جمعۃ المبارک 17 اکتوبر: صبح میں شعبہ مالیات کے اجلاس کی صدارت کی۔ نمازِ جمعہ سے قبل مشیر خصوصی محترم ایوب بیگ مرزا صاحب سے ملاقات ہوئی۔ تقریر اور خطبۂ جمعہ مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی لاہور میں ارشاد فرمایا اور جمعہ کی نماز پڑھائی۔ شام میں مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے اسٹوڈیو میں مرکزی شعبہ نشر و اشاعت کے زیر اہتمام ''نیوز ون'' چینل کے لئے دو حصوں میں انٹرویو ریکارڈ کرایا۔ بعد ازاں قرآن اکیڈمی لاہور میں مرکزی شعبہ نشر و اشاعت کے ذمہ داران کے ساتھ صدر ایکس سروس مین سوسائٹی لاہور، بریگیڈیئر (ر) جاوید احمد صاحب سے ملاقات ہوئی جس میں مسئلہ کشمیر و فلسطین، ملکی حالات نیز تنظیم اسلامی کی سرگرمیوں کے حوالہ سے گفتگو ہوئی۔ بعد ازاں حلقہ بہاول نگر کے تنظیمی دورہ کے لیے روانگی ہوئی اور رات عارف والا میں قیام رہا۔

ہفتہ 18 اکتوبر: صبح نائب ناظم اعلیٰ شرقی پاکستان، جناب ناصر بھٹی صاحب کے ساتھ ہارون آباد روانگی ہوئی۔ مسجد جامع القرآن، ہارون آباد میں حلقہ بہاول نگر کے کل رفقاء اجتماع کی صدارت کی۔ حلقہ اور نئے رفقاء کے تعارف، سوال جواب کی نشست، سورۃ التوبہ کی آیات 111، 112 کی تذکیر اور بیعت مسنونہ کا اہتمام ہوا۔ دوپہر میں حلقہ کے ذمہ داران کے ساتھ تعارف اور سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ شام میں عارف والا کے لیے روانگی ہوئی۔

اتوار 19 اکتوبر: دن میں حلقہ ساہیوال ڈویژن کے تنظیمی دورہ میں قرآن مرکز، عارف والا میں حلقہ کے کل رفقاء اجتماع کی صدارت کی۔ حلقہ اور نئے رفقاء کے تعارف، سوال و جواب کی نشست، سورۃ التوبہ کی آیات 111، 112 کی تذکیر اور بیعت مسنونہ کا اہتمام ہوا۔ دوپہر میں حلقہ کے ذمہ داران کے ساتھ تعارف اور سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ شام میں لاہور اور رات کو وہاں سے کراچی روانگی ہوئی۔

منگل 21 اکتوبر: مرکزی اسرہ کے ایک خصوصی اجلاس کی آن لائن صدارت کی۔

بدھ 22 اکتوبر: NED یونیورسٹی کراچی میں ''سیرت النبی ﷺ سے نوجوانوں کے لیے رہنمائی'' کے موضوع پر خطاب اور اساتذہ و طلبہ کے سوالات کے جوابات دیئے۔

معمول کی سرگرمیاں: نائب امیر صاحب سے مستقل آن لائن رابطہ رہا اور دیگر تنظیمی امور انجام دیئے۔ متفقہ ترجمہ و نصاب قرآنی کے حوالہ سے ذمہ داریاں انجام دیں۔ معمول کی کچھ ریکارڈنگز کرائیں۔

اخبارِ اسلام

غزہ، اصل صورت حال کیا ہے؟ (بشکریہ: فرینڈز آف فلسطین)

- قابض اسرائیلی افواج نے تادم تحریر جنگ بندی کی 80 سے زائد مصدقہ سنگین خلاف ورزیاں کرتے ہوئے غزہ کے مختلف علاقوں پر سفاک فضائی حملے کیے جن کے نتیجے میں 97 فلسطینی شہید اور درجنوں زخمی ہوئے۔ یہ حملے اس وقت کیے گئے جب القسام بریگیڈز نے واضح کر دیا تھا کہ ان کا رفح کے مشرقی علاقے میں پیش آنے والے واقعے سے کوئی تعلق نہیں، جس میں دو صہیونی فوجی ہلاک ہوئے تھے۔ قابض طیاروں نے مشرقی غزہ شہر کے التفاح محلے میں بھی حملے کیے۔ اسی دوران وسطی غزہ کے الزوایدہ علاقے میں قابض اسرائیل کی بمباری میں صحافیوں کی قیام گاہ پر بھی حملہ ہوا جس میں pmp میڈیا کمپنی سے تعلق رکھنے والے دو صحافی شہید ہو گئے۔ یاد رہے کہ 10 اکتوبر 2025ء کو قیدیوں کے تبادلے اور جنگ بندی کے معاہدے کے نفاذ کے بعد صرف دس دنوں میں قابض اسرائیل نے 47 بار جنگ بندی کی خلاف ورزی کی ہے جس میں 38 فلسطینی شہید اور 143 زخمی ہوئے، جو عالمی انسانی قانون کی صریح خلاف ورزی ہے۔
- غزہ کی وزارت صحت نے اعلان کیا ہے کہ 7 اکتوبر 2023ء سے قابض اسرائیل کی طرف سے جاری نسل کشی کے نتیجے میں شہداء کی تعداد بڑھ کر 68 ہزار 116 ہو گئی ہے۔ ان میں وہ 120 شہداء بھی شامل ہیں جن کا اندراج کمیٹی برائے شہداء و لاپتہ افراد کی عدالتی رپورٹ میں مکمل کیا جا چکا ہے۔ 10 اکتوبر 2025ء کو جنگ بندی اور قیدیوں کے تبادلے کے بعد سے قابض اسرائیلی فوج کی جانب سے چار مراحل میں 135 شہداء کی لاشیں وزارت صحت کے حوالے کی گئی ہیں، جنہیں دشمن فوج نے نسل کشی کے دوران قبضے میں لے لیا تھا۔
- غزہ میں محکمہ آبی وسائل نے خبردار کیا ہے کہ اگر فوری طور پر نکاسی آب کے سنگین بحران کو حل نہ کیا گیا تو پورے غزہ شہر کے کئی علاقے تباہ کن سیلاب سے دوچار ہو سکتے ہیں۔ محکمہ آبی وسائل نے اقوام متحدہ اور متعلقہ عالمی اداروں سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ فوری طور پر پانی کے شعبے کے لیے ضروری سازوسامان، بجلی کے جنریٹرز اور پرزہ جات غزہ میں داخل کرنے کی اجازت دیں تاکہ مکمل طور پر تباہ شدہ آبی ڈھانچے کی بحالی ممکن ہو سکے۔
- عبرانی ٹی وی چینل 12 کے مطابق بین الاقوامی فوجداری عدالت نے قابض اسرائیل کی وہ درخواست مسترد کر دی ہے جس میں وزیر اعظم نیتن یاہو اور اس کے سابق وزیر دفاع یوآف گیلنٹ کے خلاف جاری گرفتاری کے وارنٹ منسوخ کرنے کا مطالبہ کیا گیا تھا۔
- غزہ کے مظلوم عوام نے قابض اسرائیل کی دو سالہ نسل کش جنگ کے دوران بمباری سے مکمل طور پر تباہ شدہ مساجد کے ملبے پر کئی ماہ کے وقفے کے بعد نماز جمعہ ادا کی۔ واضح رہے کہ قابض اسرائیل نے اب تک 835 مساجد کو زمین بوس کر دیا ہے جبکہ 180 سے زائد مساجد کو جزوی نقصان پہنچا ہے، جن میں کئی تاریخی مساجد بھی شامل ہیں۔

مسلم دنیا سے متعلق دیگر ممالک کی اہم خبریں

- **پرتگال: نقاب پر پابندی عائد، سزا، جرمانے کا فیصلہ:** پارلیمان نے عوامی مقامات پر نقاب پہننے پر پابندی کا بل کثرت رائے سے منظور کر لیا، خلاف ورزی پر 200 سے 4 ہزار یورو تک جرمانہ ہوگا۔ واضح رہے کہ یہ بل پرتگال کی انتہائی دائیں بازو کی جماعت چیگا پارٹی نے پیش کیا تھا۔ جس پر رائے شماری کی گئی۔ حکومتی اتحاد لبرل جماعتوں اور شیگا پارٹی کے 60 اراکین نے بل کے حق میں ووٹ دیا جب کہ بائیں بازو کی جماعتوں اور کمیونسٹ ارکان نے مخالفت کی۔ پارلیمان سے منظوری کے بعد اب یہ بل صدر کے پاس توثیق کے لیے جائے گا۔ مارسیلو ریبیلو ڈی سوسا بل کو ویٹو کر سکتے ہیں یا نظرثانی کے لیے آئینی عدالت میں بھیج سکتے ہیں۔
- **بنگلہ دیش: شیخ حسینہ کو سزائے موت دینے کا مطالبہ:** بنگلہ دیش کے پبلک پراسیکیوٹر تاج الاسلام نے عدالت سے مطالبہ کیا ہے کہ مفرور سابق وزیر اعظم شیخ حسینہ کو سزائے موت دی جائے کیونکہ شیخ حسینہ ایک تجربہ کار مجرم ہیں جسے اپنی درندگی پر کوئی پچھتاوا نہیں ہوا، ان کا واحد مقصد مستقل طور پر اقتدار میں رہنا تھا۔ واضح رہے کہ شیخ حسینہ پر 2024ء میں ہونے والے مظاہروں کو دبانے کا حکم دینے کا الزام ہے۔
- **قطر: پاکستان اور افغانستان کے درمیان جنگ بندی:** پاکستان اور افغانستان کی سرحدوں پر شدید جھڑپوں سے شروع ہونے والی جنگ افغانستان کی چوکی پر پاکستانی قبضے کے بعد قطر کے دارالحکومت دوحہ میں قطر اور ترکی کی ثالثی کے نتیجہ میں ختم ہوگئی۔ مذاکرات میں طے پایا کہ دونوں ممالک فوری طور پر جنگ بندی کریں گے اور ایک دوسرے کی حدود میں مداخلت نہیں کریں گے، دوسرے ملک کے خلاف حملے کرنے والی تنظیموں کی حمایت نہیں کریں گے اور جنگ بندی کے نفاذ کے لیے مستقبل میں نگران میکانزم بنائیں گے۔
- **یمن: حوثی فوج کے چیف اسرائیلی حملے میں جاں بحق:** یمن کے حوثیوں نے تصدیق کی ہے کہ ان کے چیف آف سٹاف محمد عبدالکریم الغماری اسرائیلی حملے میں جاں بحق ہو گئے ہیں۔ اگرچہ حوثیوں نے ان کی ہلاکت کا براہ راست الزام اسرائیل پر عائد نہیں کیا، تاہم بیان میں کہا گیا کہ اسرائیل کے ساتھ ہمارا تصادم ختم نہیں ہوا اور اسے اپنے جرائم کی سزا ضرور ملے گی جبکہ اسرائیل نے عبدالکریم الغماری پر حملے کی ذمہ داری قبول کر لی ہے۔
- **ایران: جوہری معاہدہ ختم ہوتے ہی پابندیوں کا بھی خاتمہ ہوگیا:** ایرانی وزارت خارجہ کا کہنا ہے کہ جوہری معاہدے کے اختتام پر جوہری پروگرام پر پابندیاں بھی ختم ہو چکی ہیں، ایران سفارت کاری کے لیے پُرعزم ہے۔ واضح رہے کہ ایران کا امریکہ سمیت چھ ملکوں سے دس سالہ معاہدہ 2015ء میں ہوا تھا۔

ایران: اسرائیل کے لیے جاسوسی کرنے والے ایک اور شخص کو پھانسی: اسرائیلی خفیہ ایجنسی موساد کے لیے جاسوسی کرنے والے ایک اور شخص کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ پراسیکیوٹر کاظم موسوی نے بتایا ہے کہ مجرم صہیونی حکومت کی خفیہ سروسز سے رابطے میں تھا، اس نے موساد افسران سے ملاقاتیں بھی کی تھیں۔ واضح رہے کہ ایران اب تک کئی اسرائیلی جاسوسوں کو پھانسی دے چکا ہے۔

تحقیق: خالد نجیب خان (معاون مرکزی شعبہ نشر و اشاعت)

wrote the epic poem that goes.."**if i must die you must live to tell the tale**". But clearly these professionals want the reward of *akhirah* by contributing to the needs of the ummah.

TRAINING OF THE "SELF"

The people of Gaza are trained to sacrifice for Islam. Their struggle is not a nationalist struggle but a struggle for Islam by the liberation of Al-Aqsa. Mothers bear children with the spirit that Aqsa is in need of sons. Fathers sacrifice their lives to protect their children. Occupation, migration, living in refugee camps with meagre means, captivity sometimes prolonged for decades, martyrdom are constant milestones in the life of a Palestinian (co-incidentally these are also constants on the path of a life of struggle for Allah as outlined by the Quran). So, parents should train their children to sacrifice. Start this training early.

REFORMERS; NOT JUST PIOUS

The ummah doesn't only need pious people but it needs reformers because the piety of the pious is for himself whereas the reformer also exerts effort on others. So, the mothers of Gaza try to raise reformers or *musliheen* (مصلحین) instead of just *sauliheen* (صالحین) .

MASJID AND QURAN

Surprisingly, Hamas was founded by a quadriplegic Quran teacher who focused on the young boys coming to the mosques. The generation of resistance which has grown old fighting the occupation was raised on the Quran. Its verses circulating in their blood and part of their bones. The two essential ingredients in shaping the steadfastness of the Gazans are:

1) Masajid-inhabited not just by the men but by women too. Its normal for women to gather at mosques and study *deen*.
2) *Hifz* of the Book of Allah-the value and love of the Quran and its memorization is evident in Gaza. The rest of the world live streamed them as they recited verses while baking bread, undergoing surgeries without anaesthesia, sitting on top of the rubble of their destroyed homes and giving hope to each other. True guardianship of the Quran is more than just preserving the arabic text...it's in contemplating over the verses, implementing them and sharing them in the community.

CONNECTING TO THE UMMAH

Who are the ideals of our children? They should be from our *aslaaf*; the true heroes. One of achievements of the aqsa storm was the fact that it has changed the ideals of muslims and non-Muslims alike; Abu Obeidah in place of Ronaldo and Messi!

Connecting to the ummah is also sunnah. Knowing them and their conditions will build a bond with them.

RELYING ON ALLAH

Tawkil on Allah is a part of faith but adopting the means doesn't go against *tawakul*! Infact we are ordered to in the Quran...

For instance, when the occupation came up with the Merkavah tank, it was touted as invincible. However, the engineers of Gaza had faith in Allah and researched. They discovered a weakness that the tanks radar can't detect anything within 150 m diameter near it. So, the resistance started planting explosives at zero distance from the tanks. Also, a Merkavah tank costs 3.5 million dollars but yaseen 105, built by the Gazans which costs just 200$ is able to destroy it.

This is the end of the guidance shared by Dr. Naji that day. The 7th of October has changed the world but the real question is... has it changed me? Have i understood the importance of the Quran? This war feels like a last chance to prepare before the wheels are set in motion for the end of times.

May Allah help us to help ourselves (Ameen)

About the Author: Sister Muqaddas Ghumman, a traditional Muslim housewife, is a frequent contributor to Nida e Khilafat. She is also actively engaged in homeschooling projects.

A practical outline to help the people of Gaza, for our mothers and sisters

By: Sister Muqaddas Ghumman

October 7, 2023 changed the world and split it into two camps. those on the side of humanity, morality, truth and justice and those against all these values that the human race holds dear. As time passed and the war prolonged, to our horror, those of us with Palestine found ourselves powerless against the plans of the crusader-zionist alliance. feeling myself further marginalised by being a woman I implored Allah SWT in Duas desperately searching for something, anything that could be of help to the Palestinians. Alhamdolillah Allah answered my Dua and blessed me with an opportunity to listen to a talk by Dr. Naji (Hamas representative) addressing the mothers and sisters of the ummah with a practical outline to help the people of Gaza.

There was a Q & A session too. People usually ask questions like How does aid get into Gaza? Who funds Hamas? But my questions were different. Inspired; I yearned to ask what has made Gaza so resilient? What is the source of their faith and courage? Subhanullah my questions were answered and i learnt that the tarbiya of the people of Gaza was from the Quran. Being able to hear it all from someone within the heart of the resistance movement was so inspiring that i felt it was a responsibility to spread the word. This is also one way to support the resistance; to be their voice. So the following are the key excerpts from the session with Dr. Naji: Today Gaza is the battleground of *Badr*! It maybe tiny on the map but its representing the entire ummah against the global imperialist forces

The question is ... Where am I in this battle and what's my role?

THE VISION

As a mother, the entire capital of the ummah is in your hands. You must rise up to the times like the mothers of our *aslaaf*, special mention of the mother of Imam Ahmad bin Hanbal. When he was 10 years old she would wake him up in the last part of the night for *tahajud* then take him for the *fajr* congregation. *Halaqas* of ilm often followed the *fajar* Salah and she would wait patiently for her son as he absorbed *deen* from these gatherings. She was a widow and he was her only son but that didn't stop her from sending him to study abroad. She devoted her life to the islamic *tarbiya* of her son. Ahmad bin Hanbal became the great imam as we know him to be because of his mother's vision. The mother of Imam Shafai showed the same commitment in raising her son as an *ummatti* of the prophet(s).

So, if a woman wants to do something for Gaza she can do it even if she's just at home by raising Muslim children on islamic values. a community that is raised on islamic values is a means of *nusrah* (help) for the Palestinian cause.

A SOUND AQEEDAH

The mother is a madrasa! The home is a madrasa! And the journey starts from the *aqeedah*. *Aqeedah* or creed that transcends the realm of thought and manifests as action. Don't teach with words but teach with your actions.

FOCUS ON AKHIRA

Raising an ummah of strong character begins with Muslim parents. Parents who have the hereafter on highest priority. The vision of Muslim parents for their children must be distinct from the parents with worldly aspirations. Take choosing a career. Usually, a career is chosen based on how much money it can earn. But this choice can be made from another parameter; the need of the ummah. Gaza has its own home-grown doctors, engineers, English teachers (for example Rifat al Areer) who

Vol: 34 Regd. No. C.P.L NO.114 No.41

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore

ACEFYL

SUGAR FREE
COUGH
SYRUP

Acefylline piperazine 45mg + Diphenhydramine HCl 8mg

پاکستان کا مقبول ترین

کھانسی کا شربت

شوگر فری

میں بھی دستیاب ہے

ہر قسم کی کھانسی میں
یکساں مفید

PHARMA